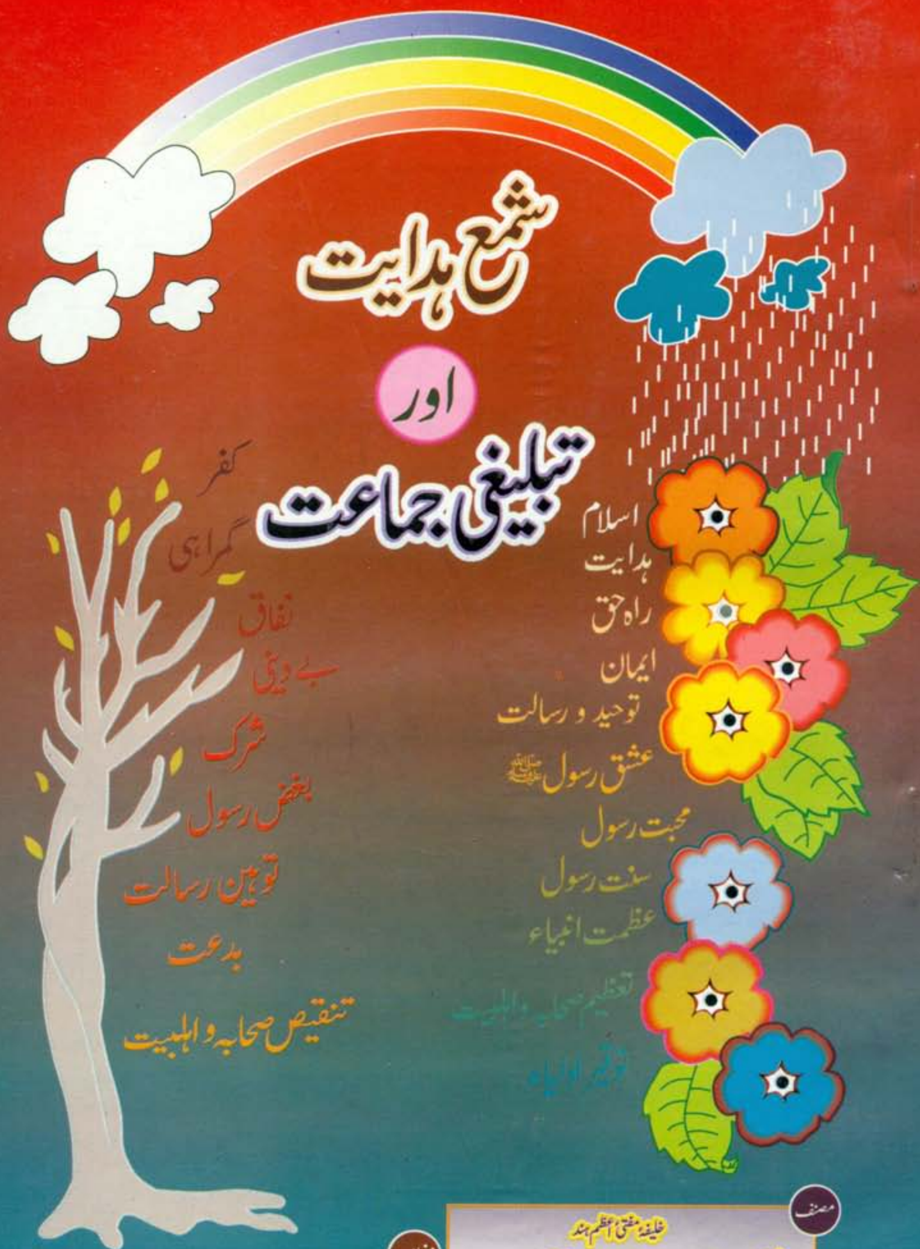
شمع ہدایت

اور

تبلیغی جماعت



مصنف
خلیفۂ مفتی اعظم ہند
مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی

منجانب
بزم اعلحضرت امام احمد رضا
مرکزی دفتر: مکتبۂ رضا CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔

تقدیم

از: حضرت علامہ صاحبزادہ ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم احسن البرکات۔ حیدرآباد

اہل باطل، ہر دور میں مختلف ناموں سے، ہمیشہ اہل حق کے منہ آتے رہے ہیں، اور اپنے کید و مکر، سازش اور فریب کو متفرق لیبل چسپاں کرکے چھپاتے رہے ہیں۔ دیوبندیت......وہابیت......ندویت...... نیچریت......مودودیت......تبلیغی جماعت......وغیرہا بہت سے نام، ان ہی باطل پرستوں کے مختلف نام ہیں...... لیکن بھلا ہو علماء حق اہلسنّت و جماعت بریلوی کا! کہ وہ ہر نئے نام سے آنے والے، فریق باطلہ کا پوسٹ مارٹم کرکے ان کا پول کھول دیتے ہیں اور یوں باطل پرستوں کی وہ محنت خاک میں مل جاتی ہے جو وہ بھولے بھالے عوام کو، بے دینی کے جال میں پھانسنے کے لئے کرتے ہیں۔

مصنف رسالۂ ہٰذا فاضلِ اجل، حضرت علامہ ابوالرضا محمد عبدالوہاب خاں قادری برکاتی نوری مدظلہ العالی بھی ان علمائے حق میں شامل ہیں جو برملا، حق کا اظہار کردیتے ہیں۔اور یوں عوام الناس گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے ہیں۔ اہل باطل کا ایک گروہ تبلیغی جماعت کے نام سے بھی عرصہ سے کام کررہا ہے۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ اپنے ناپاک ارادوں اور مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے، اس گروہ کا بنیادی کام یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں سے محبوب خدا، سیدالعالمین ﷺ کی محبت کو ختم کیا جائے۔ اگرچہ اس گروہ فتنہ باز کے بہت سے عقائد میں خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے علمائے حق، عرصہ قبل اس گروہ کو خارج از اسلام قرار دے چکے ہیں، مگر فاضل مؤلف علامہ عبدالوہاب خاں قادری مدظلہ نے، اس کتاب میں، گروہ فتنہ باز کے ان ہی عقائد کو بیان فرماکر عام مسلمانوں کو اس فتنہ کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے جن کے ذریعے یہ لوگ محبوب رب العالمین ﷺ کی عظمت وشان کو کم کرتے یا ختم کرتے ہیں، اور وہی صفات کہ جن کو محبوب خدا کے لئے محال مانتے

ہیں، اپنے اکابر کے لئے نہ صرف ثابت کرتے ہیں بلکہ ان پر فخر بھی کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

فاضل مصنف نے اس کتاب ''شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت'' میں ثابت کیا ہے کہ جس ذات گرامی کو اللہ کریم نے ''سراج منیر'' یعنی شمع ہدایت بنایا ہے۔ اس میں یہ نادان جانتے بوجھتے عیب تلاش کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر عمل کی توفیق دے اور موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

فقط

ابوحماد احمد میاں برکاتی

۲۶ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ

۲۶ دسمبر ۱۹۸۹ء

تقریظ

نبیرۂ اعلیٰحضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی مدظلہ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

حضرت بابرکت مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب قادری رضوی [1] بفضلہٖ تعالیٰ سنی عالم دین ہیں آپ کا تعلق بریلی سے ہے اور آپ سلسلۂ رضویہ سے منسلک ہیں اور اپنی تحریر وتقریر سے مسلک اہلسنّت کی حمایت اور بدمذہبوں خصوصاً وہابیہ و دیابنہ کے عقائد باطلہ کے رد میں مصروف ہیں۔ میں نے ممدوح کی کتابیں جو انہوں نے مودودی وغیرہ کے رد میں تصنیف فرمائی ہیں دیکھیں ماشاء اللہ ممدوح نے احقاق حق اور حمایت سنت وابطال باطل و رد باطلات وضلال وہابیت نہایت عالمانہ شان سے فرمایا ہے۔ مولائے کریم ممدوح کے علم میں روز افزوں ترقی فرمائے اور مسلمانوں کو ان سے مستفیض فرمائے میں اپنے سنی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت مولانا کے علم وفضل سے مستفید ہوں۔ والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

[1] مولانا عبدالوہاب خاں قادری رضوی کو شہزادہ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنّت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب المعروف مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہے۔

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پرنور مولیٰ الکریم فقیہہ العظیم فرید الدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی و مرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نام نامی و اسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہِ کرم نے بیشمار لوگوں کو قعر ضلالت و گمراہی سے نکال کر جادہِ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری اور ساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

فقیر سگ بارگاہ رضا

ابوالرضا عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہٗ

لاڑکانہ

زمین وزماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم o الحمد للہ الواحد القہار القوی العزیز المنتقم الجبار المتعالی بصفات الکمال والجلال. المنزہ عن قول اھل الکفر والطغیان والضلال والذی لیس لہ ضد ولا ند ولا مثال. ثم الصلوٰۃ والسلام علی افضل العلمین. خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین سیدنا وسندنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد قد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الحکیم فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا o لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ و تسبحوہ بکرۃ واصیلا o

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”(اے نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ جل مجدہ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمانے کا سبب بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ پیارے ہم نے تمہیں اس لئے شاہد مبشر و نذیر بنا کر بھیجا کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی (تمہاری) تعظیم وتوقیر کریں اور اللہ کی پاکی (عبادت) بیان کریں۔

اللہ جل مجدہٗ نے ایمان کو مقدم فرمایا پھر اپنے محبوب کی تعظیم کو کہ سچی تعظیم علامتِ ایمان وثمرۂ ایقان ہے پھر آخر میں اپنی عبادت کو ذکر فرمایا کہ جب تک حضور ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو تمام عبادت مردود ہے۔ ایسوں ہی کے بارے میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلنٰه هباء منثورا

''جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دیئے۔''

اور فرماتا ہے:

عاملة ناصبة تصلی نارا حامیة.

''عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ یہ ہوگا کہ بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔

(العیاذ باللہ تعالیٰ)

حضور کی محبت شرط ایمان ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے عزیز! محبت اس جناب کی ایمان کی جان ہے جس کو جس قدر ان کی محبت میں کمال حاصل اسی قدر اس کا ایمان کامل اور جتنی ان کی محبت کم اتنا ہی اس کا ایمان ناقص اور جس کے دل میں محبت بالکل نہیں وہ مطلقاً مسلمان ہی نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والدہ ولدہ والناس اجمعین.

''تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔''

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بے شک جب تک محبت دینی ایمانی اختیاری ایقانی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہاں اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل ان کان آباء کم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقترفتمو ھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونها احب الیکم من اللہ ورسوله

وجھادفی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لایھدی القوم الفسقین ۵

”اے نبی تم فرمادو! کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔“

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

سببِ تخلیق کائنات

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ انزال کتب وارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمتِ عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہٗ نے حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کو وحی بھیجی کہ ”اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تو تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت وکرامت والا کوئی نہ بنایا“۔

لقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا

یعنی ”میں نے دنیا ومخلوقاتِ دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا“۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزاء ہے اور دارالجزاء کو دارالعمل کا

تقدم ضروری ہے جب دار العمل بلکہ عالمین نہ ہوتے تو دار الجزاء کہاں سے آتی۔

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی کہ حضرت عزت جل جلالہ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

لولا محمد ماخلقتک ولا ارضا ولاسماء

''اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ زمین و آسمان بناتا''۔(افاضات الرضویہ)

اللہ جل مجدہ نے ازل ہی میں حضور اقدس ﷺ کو خطاب فرمایا:

انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوزھدایتی من اجلک ابسط البطحاء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار

''تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور تیرے پاس میرے نور کی امانت ہے اور میری ہدایت کے خزانے ہیں تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور عذاب اور جنت و دوزخ۔''

اور ارشاد فرمایا:

یامحمد انا وانت وماسوی ذالک خلقت لاجلک

''اے محمد (ﷺ) میں ہوں اور تو ہے اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا''۔

اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں وچناں تمہارے لئے بنے دوجہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے ، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے ، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے
فرشتے خدم، رسول حشم، تمام امم، غلام کرم

وجود و عدم، حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

حاصل کلام، سب ان کا ہے اور ان ہی کے لئے پیدا فرمایا گیا اور جو ان کا ہے وہی خدا کا ہے اور جو ان کا نہیں وہ خدا کا نہیں باغی اور جہنمی ہے ۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ (ﷺ) کی

اللہ کا محبوب کون؟

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

''اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔''

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی سچی غلامی اور فرمانبرداری اللہ کے محبوب ہونے کی دلیل ہے ماوشما تو کیا انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو بھی انکی فرمانبرداری سے مفر نہیں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیا الیوم وماوسعہ الا ان یتبعنی.

''قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آج موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔''

اللہ عزوجل نے ازل ہی میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد لیا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

واذاخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لمامعکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ء اقررتم واخذ تم علی ذالکم امری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین ۝ فمن ت ولیٰ بعد ذالک فاو

لئک ھم الفسقون ٥

"اور یاد کرو اے محبوب جب اللہ نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کیا ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس کے بعد پھرے گا وہی بے حکم ہے۔"

ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ

عبادت حضور ﷺ کی فرمانبرداری کا نشان ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد: وما خلقت الجن والانس الالیعبدون. "میں نے جن وانس اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں"۔ حدیث سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا)ہی کے عین مطابق ہے۔یعنی تخلیق جن وانس عبادت کے لئے اور عبادت سے اللہ عزوجل کو نہ کوئی نفع اور نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر، وہ غنی وحمید ہے، احکام عبادت کی تشریح اسی لئے ہے کہ محمد ﷺ کے غلامان وجاں نثار مطیع وفرمانبردار، اور نافرمان گستاخ ان کے حکم سے الٹے پاؤں پھر جانے والے نابکار سب پر ظاہر ہو جائیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما جعلنا القبلة التی کنت علیھا الالنعلم یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه

"ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لئے کہ اعلانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون براہ

غلامی تمہاری اتباع کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے۔''

دیکھو اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا کہ فرضیت قبلہ صرف اس لئے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واطاعت کرنیوالوں کی پہچان سب کو ہوجائے۔

عبادت الٰہی تعظیم ومحبت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم متلازمین ہیں ایک کا ذکر دوسرے کو موکد ہوتا ہے ایمان کے دورکن ہیں لاالہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آیت کریمہ رکن اول بتاتی ہے الا لیعبدون اسی لئے بنایا کہ عبادت کریں یعنی: لا الـــه الا اللہ اور حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرما رہی ہے۔ لا عـرفهم كـرامتك اسی لئے بنایا کہ تمہارا مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لہٰذا اہل ادب وایمان کے نزدیک تعظیم ومحبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اصل کا روا ہم فرائض و مناط قبول جملہ اعمال حسنہ ہے۔

مولیٰ علی کی نماز حضور پر قربان

اے عزیز جان لو! کہ اہم فرائض میں ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ میں نماز، اور تعظیم ومحبت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم ہے غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے مع ھذا کیا معلوم کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں وحی ہورہی ہو اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا حتی تـوارت بـالحجاب یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم حق بیں کھلی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مضطرب پایا، سبب دریافت فرمایا عرض کیا یارسول

اللہ (ﷺ) میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور ﷺ نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی الٰہی ! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی آفتاب پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ آئمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی ۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض و غرر کی ہے
ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

نبی کی تعظیم کا پہلا منکر اور گستاخ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة

”اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔“

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

واذقال ربک للملئکة انی خالق بشرامن صلصال من حمامسنون O فاذاسویتهٗ

ونفخت فیه من روحی فقعو اله سجدین ○ فسجد الملئکة کلهم اجمعون ○ الاابلیس ابی ان یکون مع السجدین ○ قال یا ابلیس مالک الاتکون مع السجدین○ قال لم اکن لاسجد بشر خلقته من صلصال من حما مسنون ○ قال فاخرج منها فانک رجیم ○ وان علیک اللعنة الی یوم الدین○ (پ۱۴ سورۃ الحجر ع ۳)

''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے تو جب میں ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوائے ابلیس کے اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنیوالوں سے الگ رہا بولا مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بدبودار گارے سے تھی فرمایا تو جنت سے نکل جاتو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں آدم علیہ السلام کے منصب خلافت کا ذکر فرمایا دوسری جگہ ان کی خلقت کا تذکرہ فرماتے ہوئے بھی ارشاد فرمایا نفخت فیه من روحی ابلیس نے ان مناصب اور عظمت کو نظر انداز کرتے ہوئے محض بیان خلقت کو دلیل بنا کر ان کی عظمت کا انکار ہی نہیں بلکہ اہانت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا کہ مجھے زیبا نہیں دیتا کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے سیاہ بدبودار گارے والی مٹی سے بنایا اور دوسری جگہ کہتا ہے انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ○ (پ۸ الاعراف آیت ۱۲) ''بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔''

غور طلب یہ امر ہے کہ فرشتے باجودیکہ نوری ہیں سب کے سب سجدے میں گر پڑے کسی نے یہ نہیں کہا کہ مولائے قدوس ہم تو نوری ہیں تو نے ہمیں نور سے بنایا اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی نگاہ ان کے منصب خلافت اور شان

جلالت پر تھی اور یہی ایمان والوں کا حال ہے وہ حکم کے بندے ہیں منصب کا احترام کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا مالک ومولیٰ ہے جس طرح چاہے خطاب فرمائے ہمارے لئے ان کی تعظیم وتکریم لازم سچ فرمایا اللہ جل مجدہ نے :

وننزل من القرآن ماهو شفاء و رحمة للمومنين ولايزيد الظلمين الخسارا ٥

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔''

دوسری جگہ فرماتا ہے:

يضل به كثيرا ويهدى به كثيرا ٥ وما يضل به الا الفسقين ٥

'' اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔''

مخفی نہ رہے کہ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کا جو حکم ہوا تھا وہ سجدہ حقیقۃً حضور سید المرسلین ﷺ کو تھا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ عزوجل کو کیونکہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا نور آدم علیہ الصلوٰ والسلام کی پیشانی میں رکھا گیا۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین علیہ الرحمہ زیر **قوله تعالیٰ تلك الرسل فضلنا** فرماتے ہیں **ان الملئكة امر وا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد** ﷺ **فی جبهة آدم** اور تفسیر نیشاپوری میں ہے **سجود الملئكة لأدم فيما كان لاجل نور محمد** ﷺ **كان فی جبهة** دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اسلیئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد تھا (ﷺ) ،پس ابلیس لعین نے حضور ﷺ کی تعظیم کرنے سے انکار کیا، اللہ عزوجل نے اس کو مردود بنا کر جنت سے نکال دیا دیکھو ابلیس کتنا بڑا عالم تھا معلم الملکوت کہلاتا فرشتوں کو علم سکھاتا صرف سرکار دوعالم ﷺ کی تعظیم نہ کرنے کی بنا پر مردود ہوا اور ہمیشہ کے لئے لعنتی بنا۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا عمل آج بھی شیطان کی ذریت میں جاری ہے۔

ابلیس کی بغاوت

بجائے اس کے کہ ابلیس توبہ کرتا اور انبیا کرام کی تعظیم اور توقیر کی طرف رجوع لاتا بغاوت پر اترآیا اور بولا:

کما قال اللہ تعالیٰ:

قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولا غوینھم اجمعین ٥ الا عبادک منھم المخلصین ٥

"بولا اے میرے رب قسم اس کی کہ تونے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دونگا اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو انمیں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔"

شیطان کو یہ اعتراف ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر اس کا داؤ نہ چلے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان عبادی لیس لک علیھم سلطن الامن اتبعک من الغوین ٥ وان جھنم لموعدھم اجمعین ٥

"بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان بندوں کے جو تیرا ساتھ دیں اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔"

معلوم ہوا کہ سب سے بڑا جرم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی ہے ابلیس کے فرمانبردار بندے آج بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی کرتے نہیں تھکتے اور عباد اللہ المخلصین اللہ کے محبوبوں کی عظمت وشان پر سب کچھ قربان کردیتے ہیں۔

دوگروہ

شیطان کی بغاوت کے بعد دوگروہ بن گئے۔

جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔

ایک گروہ جنتی دوسرا جہنمی ،جنتی گروہ حزب اللہ اور دوزخی حزب الشیطان، ایک دوسرے کے مقابل آ گئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فریقا ھدی وفریقا حق علیھم الضللۃ انھم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون اللہ ویحسبون انھم مھتدون ٥

''ایک فرقے کو راہ دکھائی اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو والی بنالیا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق دوسری جگہ فرماتا ہے:

استحوذ علیھم الشیطن فانسھم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطن ط الا ان حزب الشیطن ھم الخسرون ٥

''ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلادی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان کا گروہ ہار میں ہے۔''

معلوم ہوا نبی کی سچی غلامی وفرمانبرداری اور تعظیم وتوقیر ہی اللہ عزوجل کی عبادت کا مغز ہے۔ ابلیس نے عبادت سے روگردانی نہ کی مگر تعظیم سے۔ چنانچہ جن لوگوں نے محبوبان خدا کی تعظیم سے منہ موڑا وہ حزب الشیطان.شیطان کا گروہ ہے اور اللہ کی جماعت جس کو حزب اللہ کہتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لاتجدقوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباؤھم اوابناء ھم اواخوانھم اوعشیرتھم ط اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھٰر خلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ٥

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان

سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) ہے سنتا ہے اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔''

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں نے خصوصاً وہابیہ دیوبندیوں نے اللہ اور اس کے رسول کی شان میں گستاخی کی تو حزب اللہ کی جماعت اہلسنّت نے ان سے بائیکاٹ کیا حتیٰ کہ اپنی مساجد میں آنے سے روک دیا اگر اتفاق سے کسی وہابی دیوبندی نے ان کی مسجد میں نماز پڑھ لی تو انہوں نے معلوم ہوجانے کے بعد مسجد کو پاک کرایا۔ ایسوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون o

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔''

ابلیس کے وفادار غلام

ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کا یہ سبب بیان کیا لم اکن لاسجد لبشر مجھے زیبا نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں چنانچہ ابلیس کے وفادار غلاموں نے اپنے آقا ابلیس کی اس سنت کو حرز جان بنالیا۔ جب بھی اللہ عزوجل نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے نبی کو بھیجا اور نبی نے ان کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے صاف کہدیا کہ تم تو ہماری طرح بشر ہو شان نبوت کے استخفاف اور اہانت کے لئے ایک چلتا کلمہ اپنے آقا عزازیل کی سنت کے عین مطابق ومـا انـت الابشر مثلنا (اور تم نہیں مگر ہماری طرح بشر) کو سند بنالیا گیا۔

مثلاً نوح علیہ السلام نے جب دعوت ایمان دی تو ابلیس کے وفادار غلاموں نے کہا فقال الملؤا الذین کفروامن قومه ماھذا الابشر مثلکم ٥ ”تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا (اپنی قوم کے لوگوں سے بولے) یہ تو نہیں مگر تم جیسا بشر ہے“۔ اور کہا : یریدون ان یتفضل علیکم ”یہ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے“۔ معلوم ہوا کہ اپنی مثل بشر کہنا اہانت اور حقارت کے لئے وضع کیا گیا۔ تو انبیاء کرام کو اپنی طرح بشر کہنا ان کی صراحۃً توہین وتحقیر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی توہین اشارۃً کنایۃً بھی گوارا نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کچھ تلقین فرماتے تو کبھی کبھی صحابہ کرام درمیان میں عرض کرتے راعنا یارسول اللہ ﷺ یعنی یارسول ﷺ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ لغت یہود میں یہ لفظ سوء ادبی کے معنی رکھتا تھا انہوں نے بھی راعنا کہنا شروع کیا اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا۔

یا ایھاالذین امنولاتقولوا راعنا وقولواانظرنا واسمعو وللکفرین عذاب الیم

”اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو اُنظرنا یعنی حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی تو ثابت ہوگیا کہ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بھی استعمال کرنا اگرچہ نیت توہین کی نہ ہو اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر رکن ایمان ہے ان کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے جیسا کہ للکفرین سے واضح ہوا۔

اے عزیز جان لو کہ جو لفظ موہم توہین ہو اگرچہ نیت حسن ہو اللہ عزوجل کو گوارا نہیں صحابہ کرام کو منع فرمادیا جائے اور کنایۃً توہین کرنیوالوں کو للکفرین اور عذاب الیم کا دُرہ لگایا جائے تو وہ لفظ جو صراحۃً توہین کیلئے شیطان نے ایجاد کیا پھر ذریت شیطان نے انکار نبوت اور توہین انبیاء کے لئے دلیل بنایا وہ لفظ کسے باشد کوئی بھی استعمال کرے گا وہ

غضب جبار وقہر قہار کا مستحق بنے گا اور شیطان کی پیروی اس پر ثابت ہوجائے گی وہ یقیناً ظالم و بدکردار ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واسروا النجویٰ الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم

''یعنی اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں تم ہی جیسے ایک بشر تو ہیں''

اللہ جلیل وقہار نے اپنی طرح بشر کہنے والوں کو ظالم فرمایا اور جس کو اللہ عزوجل ظالم فرمائے وہ یقیناً قطعاً ظالم، غضب جبار کا مستحق ہے۔

غرض کہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی جناب میں ابلیس کے وفادار غلاموں کا یہی دستور رہا جیسا کہ صالح علیہ السلام کی جناب میں کہا ما انت الا بشر مثلنا ''تو نہیں مگر ہماری طرح بشر''۔ شعیب علیہ السلام کی جناب میں کہا وما انت الا بشر مثلنا ''اور تو نہیں مگر ہماری طرح بشر''۔ جناب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے متعلق کہا قالوا انومن بشرین مثلنا ''بولے کیا ہم ان دونوں پر ایمان لائیں جو ہماری طرح بشر ہیں'' چنانچہ آج بھی جن لوگوں کو اللہ کے محبوب کی عظمت نہیں بھاتی وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ حضور ہماری طرح بشر ہیں۔(معاذاللہ)

محرومی ایمان اور کفر و سرکشی کا نشان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ومامنع الناس ان یومنوا اذا جاء ھم الھدی الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا o

''اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی بات نے کہ بولے کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا''۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام کو بشر کہنا ہی ان کے ایمان نہ لانے اور کفر و طغیان

پر اتر آنے کا سبب بنا، بشر کہنا بزرگی کی علامت نہیں۔ واضح رہے کہ اپنی طرح بشر کہنے میں کوئی بزرگی یا بڑائی نہیں بلکہ بشر کا اطلاق کا فرومشرک پر بھی ہوتا ہے کفار کا مقولہ وما انت الابشر مثلنا دلالت کرتا ہے کہ کفار خود کو بشر ہی سمجھتے تھے اور انبیاء مرسلین کو بھی اپنی طرح بشر کہتے تھے تو لفظ بشر ایمان کی بھی علامت نہیں جب بشر بولا جائیگا اس سے گنگا رام، نارائن داس جمنا پرشاد وغیرہ بھی مراد ہوسکتے ہیں مگر جب مسلمان بولا جائیگا اس سے کافر ہرگز مراد نہیں ہوسکتا مگر یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ وہ مسلمان بھی ہے اور ولی بھی اسی طرح اولیاء کے درجات جیسے اقطاب اوتاد ابدال اغیاث افراد وغیرہ۔

ان میں جس مرتبہ والے کا نام لیا جائے گا وہی مراد ہوگا مثلاً غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا تو حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھا جائے گا۔ اس کا غیر ہرگز مراد نہیں اور یہ درجات منافی اسلام نہیں یعنی مسلمان ہیں ولی ہیں اور ایسے بڑے ولی ہیں کہ مرتبۂ غوثیت پر فائز ہیں قطع نظر ان تمام مراتب کے کوئی بدھو اپنی طرح مسلمان کہے تو اس نے یقیناً گستاخی کی کہ تمام مراتب عالیہ کو نظر انداز کرکے اپنی طرح مسلمان کہا حالانکہ مسلمان ہونا عظیم شرافت ہے ''بشر'' میں یہ خصوصیت بھی نہیں اسی طرح اور اوپر چلئے مثلاً تبع تابعین اس کے بعد تابعین پھر صحابہ کرام پھر صحابہ میں خلفائے راشدین پھر انبیاء علیہم السلام اور پھر مرسلین عظام اور پھر رسل اولوالعزم پھر سید المرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم ان تمام عظیم مراتب اور فرق مناصب سے قطع نظر ان کو اپنی طرح بشر کہنا کیسا ظلم عظیم ہے۔

ہے مخصوص ان کے لئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

ایک مثال: مسجد تعمیری اعتبار سے ایک مکان ہی ہے۔ مکان، مسجد شریف کے ادب و احترام کو دیکھ کر یہ اعتراض کرے کہ یہ مسجد بھی تو میری طرح ایک مکان ہے تعمیری اعتبار سے مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں جن مزدوروں اور کاریگروں نے مجھے بنایا ہے ان ہی

نے اس کو بھی بنایا جو مٹی اینٹ گارا پتھر سیمنٹ اور چونا وغیرہ مجھ میں لگایا وہی اس میں لگایا پھر اس کا اس قدر ادب و احترام کہ اس میں جنب کا داخلہ حرام شوروشر بلکہ دنیا کی باتیں کرنا حرام کہتے ہو اور میرے اندر سب کام ہوتے ہیں کوئی ادب و احترام نہیں ہوتا تو اس سے یہ کہا جائے گا کہ اے مکان تو صرف ایک مکان ہے جو خانہ زید سے معروف اور وہ مسجد خانۂ خدا ہے اللہ کی جانب منسوب اور مکان ہونے کی حیثیت سے کتنے مکان ہیں کسی کو شراب خانہ کسی کو بت خانہ کسی کو مسافر خانہ وغیرہ ہر مکان میں فرق نسبت موجود تیرے ہی وجود میں کتنے مکان مثلاً باورچی خانہ غسل خانۂ پاخانہ، خواب خانہ وغیرہ موجود ہیں۔تو باورچی خانہ اور پاخانہ حالانکہ مکان ہی تو ہیں مگر فرق واضح اسی طرح مسجد کہ خانہ خدااست یہ فرق عظیم واضح ہے۔

ہر گروہ کا امتیازی نشان

چنانچہ حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام ہے اور حزب الشیطان یعنی شیطان کے گروہ کا امتیازی نشان اللہ کے محبوب بندوں کی شان اقدس میں گستاخی وتوہین کرنا ہے اس تمہید سعید کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ تبلیغی جماعت اور اس کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب کا تعلق کس گروہ سے ہے۔

لفظ وہابیت کی ایجاد

علمائے دیوبند کے معتبر قائد مولوی انورشاہ کشمیری، امالی فیض الباری میں اور مولوی نواب قطب الدین خاں، ظفر جلیل میں لکھتے ہیں کہ:

''محمد بن عبدالوہاب کے ایک سرگرم حمایتی تحریر فرماتے ہیں '' محمد بن

عبدالوہاب کی طرف نسبت کریں تو قاعدے سے ''محمدی'' کہیں گے مگر محمدی لقب توبدنام کرنے کے لئے کافی نہ تھا اس لئے شیخ الاسلام کے والدعبدالوہاب کی طرف نسبت کرکے وہابیت کا لقب ایک مذہبی گالی کے طور پر ایجاد کیا گیا''۔

(مولوی اسمٰعیل اورتقویت الایمان ص ۴۲)

الدرالمختار میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یا ایسی معصیت کا مرتکب کہتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال کہتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں (پھر فرماتے ہیں) ان کا حکم باغیوں کا ہے''۔ علامہ سید محمد امین بن عمر معروف بہ عابدین شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔'' جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریف پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح رکھا تھا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی''۔

یہ عبارت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب ''المھند'' مطبوعہ دیوبند کے ص ۱۸ اور مکتبہ تھانوی ص ۱۰ پر بھی لکھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہابی وہی خوارج ہیں جنہوں نے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں کہا ان علیا ومعاویة قد اشر کافی حکم اللہ تحقیق علی اور معاویہ نے دین میں خدا کا شریک کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شرک وکفر کا فتویٰ لگایا حدیث شریف میں ہے: کان ابن عمر یری الخوارج شرار خلق اللہ قال انهم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین (صحیح بخاری تعلیقا شرح السنة امام بغوی و تهذیب الاثار

امام طبری موصولا) یعنی عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کردیں۔

واضح رہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اعتراف کرلیا کہ وہابی وہی پرانے خارجی ہیں جن کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدترین خلق فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ قطب عالم دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا تعارف ان کے خلفیہ مولوی عاشق الٰہی بایں طور فرماتے ہیں:

''قطب عالم قدوۃ العلما غوث الاعظم اسوۃ الفقها جامع الفضائل والفواضل مجدد زمان وسیلتنا الی اللہ الصمد شیخ المشائخ الحاج المولوی رشید احمد گنگوھی''۔

(ملخصاً تذکرۃ الرشید ج ۱، ص ۲)

اور مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبندیوں ارقام فرماتے ہیں:

''شمس العلماء العٰلمین بدرالفضلا الکاملین ابوحنیفۃ الزماں جنید الدوراں امام ربانی محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوہی''۔

(الشہاب الثاقب ص ۸۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

دیوبندیوں کے امام ربانی محبوب سبحانی مولوی رشید گنگوہی سے مولوی شیخ محمد صاحب ضلع فیروزپور پنجاب نے ۱۳۱۰ھ میں سوال کیا کہ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اس پر دیوبندیوں کے قطب ربانی فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۵ مطبوعہ کراچی)

پھر کسی کے سوال پر جواباً فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۲۳۷ مطبوعہ کراچی)

پھر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کا اقرار

''جن دنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے، ان ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ محلے کی کچھ عورتیں فاتح کرانے کے لئے مٹھائی لے کر آئیں تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کے بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کیلئے کچھ مت لایا کرو''۔

(تبلیغی جماعت از مولانا ارشد القادری بحوالہ اشراف السوانح ج۔۱، ص ۴۵)

حکیم الامت دیوبند جناب تھانوی صاحب کی تمنائے عظیم

فرماتے ہیں:

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں''۔

(الافاضات الیومیہ ج ۳، ص ۲۷، تبلیغی جماعت ص ۱۱۴)

اس سے تو یہ ظاہر ہورہا ہے کہ تھانوی صاحب کو رقم مل رہی ہے اور روپیہ لے کر ہی وہابی ہوئے ان کو یہ نہیں معلوم کہ مومن اپنی جان کی قربانی کو ارزاں جانتا ہے وہ روپیہ کو ایمان کے مقابلہ میں ٹھیکری سمجھتا ہے تم لوگوں کی طرح مومن ایمان فروش نہیں ہے۔

مولوی محمد منظور صاحب نعمانی جو تبلیغی جماعت کے روح رواں اور مرکزی قائدین مین شمار کئے جاتے ہیں مولوی محمد الیاس صاحب کی جانشینی کے سلسلہ میں مولوی محمد زکریا صاحب سے فرماتے ہیں:

"اور ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لئے اس بات میں کوئی خاص کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے یہ حجرہ ہے جس میں حضرت رہا کرتے تھے۔"

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۷
بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا صاحب جواباً ارشاد فرماتے ہیں:

"بس انتظار کرو اللہ سے دعا کرو اور اگر دیکھو کہ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی تو مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ اور درودیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں"۔

(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۹۸ بحوالہ سوانح محمد یوسف ص ۱۹۳)

سبحان اللہ ! قائدین تبلیغی جماعت کو وہابی ہونے پر کس قدر ناز ہے کس فخریہ انداز میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں اور میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں مسلمان ہونا ان کے لئے باعث فخر نہیں البتہ وہابی ہونا باعث صد فخر ہے۔ مگر یہ باتیں آپس میں کرتے ہیں علانیہ اغیار واخبار کے سامنے اقرار نہیں کرتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو سلف صالحین

سے مذکور ہے مثلاً محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں مولوی محمدانور شاہ کشمیری سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں:

''امام عبدالوهاب النجدی فانه کان رجلا بليدا قليل العلم فکان يتسارعه الى الحکم بالکفر '' (فیض الباری مطبوعہ قاہرہ ص۱۷۰۔۱۷۱) ''یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم آدمی تھا اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اس میں باک نہ تھا''۔

مولوی حسین احمد صاحب المعروف مدنی شیخ الحدیث دیوبند فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم ومسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اوران کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے''۔

(الشہاب الثاقب ص۴۳ مطبوعہ دیوبند)

یہی شیخ الاسلام دیوبند فرماتے ہیں:

''شانِ نبوت (حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے''۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

وہابیہ کا مختصر تعارف علمائے دیوبند کی زبانی پیش کیا گیا ان ہی وجوہ کی بناپر تبلیغی جماعت کے قائدین، اکابر وہابیت پر فریفتہ ہیں اور فخر کے ساتھ بڑے زوروشور سے اپنے

وہابی ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔

مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''کہ حضرت (رشید احمد) گنگوہی اس دور کے قطب الارشاد اور مجدد تھے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۳)

اور قطب الارشاد نے فرمادیا کہ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں پس مولوی الیاس کے نزدیک قطب الارشاد سے زیادہ دیندار اور متبع سنت کون ہوگا چنانچہ ان ہی کے تجدیدی کارنامہ کی تکمیل کے واسطے تبلیغی جماعت کو جنم دیا گیا۔

اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں

''یہ مقولہ حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کا متعدد لوگوں سے میرے کان میں پڑا کہ مولوی الیاس صاحب نے تو یاس کو آس سے بدل دیا''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۴۰)

مولوی محمد الیاس اور اشرف علی تھانوی

مولوی محمد زکریا رقم طراز ہیں:

''چچا جان (یعنی مولانا محمد الیاس صاحب) بھی کثرت سے تھانہ بھون حاضر ہوتے تھے تھانہ بھون کی حاضری میں یہ ناکارہ (محمد زکریا) بھی اکثر ساتھ ہوتا تھا اور چچا جان ہر حاضری پر اپنی مساعی کا تذکرہ کرتے تھے اس پر حضرت

(اشرف علی تھانوی) اس پر اظہار مسرت بھی فرماتے تھے اور دعائیں بھی دیتے تھے"۔

(تبلغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور اسکے مفصل جوابات ص ٦٢)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور تبلیغی جماعت

مولوی محمد زکریا صاحب امیر تبلیغی جماعت فرماتے ہیں:

"کہ حضرت شیخ الاسلام (حسین احمد مدنی) کی اس تبلیغ کے ساتھ دلچپسی، شغف ترغیبات تحریراً تقریراً اتنی شائع ہوئی...... اس جماعت کے جلسوں میں کثرت سے حضرت کی شرکتیں بھی ہیں تقریریں بھی ہیں اور شرکت کے لئے تاکیدیں بھی ہیں"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ١٧)

مولوی حسین احمد کا خط

"کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی جماعتیں شہر میرٹھ اور اس کے گردونواح میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے آتی ہیں...... یہ جماعت تبلیغیہ نہ صرف ایک ضروری اور اہم فریضہ کی حسب الاستطاعت انجام دہی کرتی ہے بلکہ اس کی بھی سخت محتاج ہے کہ ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو خود بھی مسلمانوں سے رابطہ قوی پیدا ہو...... امیدوار ہوں کہ آئندہ اس میں پوری جدوجہد کو کام میں لایا جاوے اور ان کی ہمت افزائی کی صورتیں عمل میں لائی جاویں۔ والسلام

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ١٦ صفر ١٣٦١ھ

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ۲۷ ملخصاً)

مولوی عبدالقادر صاحب رائے پوری کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت اقدس قدوۃ الاتقیا راس الاصفیا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے متعلق شاید ہی کسی کو اس سے انکار کی جرأت ہو کہ حضرت کا نظام الدین کثرت سے تشریف لے جانا اور تبلیغی اسفار اور اہم امور میں مشوروں میں شرکت بہت کثرت سے ہوتی تھی خود اس ناکارہ کے ذریعہ سے حضرت اقدس رائے پوری نے حضرت دہلوی کے دور میں اور اس کے بعد مولانا الحاج محمد یوسف صاحب کے دور میں کئی بار ان کے اکابر کو رائے پور میں اجتماعات کرانے کے لئے بلایا، حضرت کے دور میں بار بار رائے پور میں تبلیغی اجتماعات حضرت کے ارشاد پر ہوئے''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۱۔۸۲)

حکیم الامت دیوبند اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل کی شہادت

اپنے خط میں ارقام فرماتے ہیں:

''آپ جیسے حضرات سے یہ امر تعجب خیز ہے یہ تبلیغ آج سے نہیں ایک زمانہ دراز اس پر سے گزر چکا ہے اور اب یہ عروج پر ہے''۔

(ملخصاً تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات ص ۸۶)

تھانوی کے خلیفہ مولوی اسعد اللہ صاحب

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم کی گواہی ۔ اپنے ایک خط میں رقمطراز ہیں۔

''چند ہی دنوں کی بات ہے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنے یہاں مولانا عبید اللہ صاحب سرگرم کارکن تبلیغ سے تبلیغی تقریر کرائی اور حضرت مفتی صاحب موصوف اپنے یہاں کام کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں حضرت تھانوی کے بہت متوسلین اور معتقدین تبلیغ میں عملی حصہ لیتے رہتے ہیں جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تبلیغ میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۸)

تھانوی کے خلیفہ قاری محمد طیب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب رقمطراز ہیں:

''حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب۔ خلیفہ حکیم الامت تھانوی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند کی شرکت ان تبلیغی اجتماعات میں اتنی کثرت سے ہوتی رہتی ہے کہ ان کی تفاصیل کا احصاء مشکل ہے''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۸۹۔۹۰)

تھانوی کے خلیفہ سید سلیمان ندوی کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا فرماتے ہیں:

'' حضرت مولانا الحاج سید سلیمان ندوی خلیفہ حضرت تھانوی کی شرکت لکھنو کے قیام میں پھر بھوپال کے قیام میں پھر پاکستان کے قیام میں ان تبلیغی اجتماعات میں بہت کثرت سے ہوئی حجاز کے تبلیغی اجتماعات میں بھی حضرت سید صاحب کی شرکت ہوئی اور تقریریں بھی فرمائیں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ص ۹۳)

مولوی عبدالرحمٰن

صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم خلیفہ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی جب تک سہارنپور مقیم رہے میوات کے جلسوں میں کثرت سے تشریف لے جاتے رہے حضرت مولانا کی ایک دفعہ طبیعت ناساز تھی حکیم کو دکھانے دہلی تشریف لے گئے کیونکہ نظام الدین قیام رہا کرتا تھا اس وقت حضرت دہلوی میوات کے ایک سخت ترین سفر پر جارہے تھے جو پہاڑ پر تھا حضرت دہلوی نے مولانا کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی باوجودیکہ مولانا بیمار بھی تھے اور حکیم کے پاس علاج کے لئے تشریف لے گئے تھے مگر ساتھ ہولئے۔''

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات ص ۹۹)

مفتی محمد شفیع صاحب

خلیفہ حکیم الامت دیوبند کی شہادت

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

'' حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حال ناظم جامعہ سعیدیہ کراچی خلیفہ حضرت تھانوی کے متعلق حضرت ناظم صاحب مظاہر العلوم اور اس ناکارہ کے خطوط میں گزرچکا ہے کہ حضرات دہلی کی آمد پر

حضرت مفتی صاحب ان لوگوں کو اپنے مدرسہ میں بلاتے اور مدرسین اور طلباء کو جمع فرما کر ان حضرات سے تبلیغی تقریریں اہتمام سے کراتے ہیں اور بعد میں خود بھی ان کی تائید میں تقریر فرماتے"۔

(ایضاً ص ۱۰۱-۱۰۲)

حکیم الامت دیوبند کے بھانجے مولوی ظفر احمد صاحب کی عملی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا ظفر احمد صاحب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے بھانجہ نے ایک مستقل چلہ اس میں دینے کا وعدہ فرما رکھا تھا جو مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا اور وہ جب چچا جان (محمد الیاس) کی بیماری میں ایک دن کو تشریف لے گئے چچا جان نے ان کو ان کا وعدہ یاد دلایا تو اپنی سخت مجبوری اور ضروریات کے باوجود مستقل قیام فرمالیا اور وصال تک وہیں موجود رہے اور اس زمانہ میں تبلیغی اجتماعات میں کثرت سے شرکت بھی فرماتے رہے اور ملفوظات بھی جمع کرتے رہے"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۰۲)

مفتی محمود حسن صاحب دیوبندی کی شہادت

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

"جناب الحاج مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شرکت موجودہ تبلیغ کے اجتماعات میں اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

میں بہت کثرت سے رسائل اور اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں اور بہت سے مضامین ''کیا تبلیغی کام ضروری ہے'' میں شائع ہوچکے ہیں ایک تحریر ان کی کسی شاکی کی شکایت کے جواب میں رسالہ ''حقیقت تبلیغ'' مولفہ الحاج یوسف باوارنگونی کے رسالہ میں ہے (پھر ان کا ایک طویل خط نقل فرمایا جس کا ایک حصہ یہ ہے) میں نے طویل طویل سفر کئے ہیں یہاں بھی ہمیشہ ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرتا ہوں ۳۵ برس سے شرکت کا موقع ملتا رہتا ہے سہارنپور، دیوبند، رائپور، لکھنو وغیرہ کے اکابر ارباب مدارس و ارباب خانقاہ کا جو کچھ اس کام سے تعلق ہے وہ براہ راست معلوم ہے (چند سطر بعد) میں نے خود تبلیغ کے لئے جن اکابر علماء مشائخ کو نکلتے اور ترغیب دیتے ہوئے دیکھا ہے چند کے نام یہ ہیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمیعت العلما ہند و صدر مدرسہ امینیہ دہلی میں خود میوات کے علاقہ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کو بہت نزدیک سے دیکھا کہ ان کو تبلیغی کام سے کس قدر گہرا تعلق تھا۔ مفتی اشفاق الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ فتح پور دہلی، مفتی جمیل احمد صاحب مفتی تھانہ بھون۔ مولانا اسعد اللہ صاحب مجاز حضرت تھانوی۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرس مظاہر العلوم سہارنپور مجاز حضرت تھانوی۔ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور مجاز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مجاز حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی۔ حضرت مولانا ابوالحسن ندوی، حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی''۔

(عمومی اعتراضات ص ۱۱۰۔۱۱۱)

نہایت اختصار سے مشتے نمونہ از خروارے یہ چند اسمائے گرامی اکابر علماء دیوبند کی آراء اور عملی شہادات نقل کیں جس سے روز روشن کی مانند واضح ہوگیا کہ تبلیغی جماعت خالص وہابی

دیوبندی جماعت ہے علماء دیوبند کی جارحانہ اور دل آزار عبارات جو اللہ ورسول کی شان میں صریح گستاخیاں ہیں (جو وہابیت حزب الشیطان کا علامتی نشان ہے) ان کی بنا پر مسلمانوں میں ان لوگوں سے سخت نفرت پیدا ہوگئی، پاس جانا تو کجا ساتھ نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا، اس جماعت نے منافقت کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو اپنی جانب مائل کیا، ان کا واحد مقصد مسلمانوں کو دیوبندی وہابی بنانا ہے کیونکہ اصول وہابیہ کے مطابق یہ اپنے سوا تمام مسلمانان عالم کو مشرک و کافر سمجھتے ہیں۔

تبلیغی جماعت اصول وہابیہ کے مطابق مسلمانوں کو مشرک سمجھتی ہے

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی عام حالت یہ رہی ہے کہ جوں جوں زمانہ نبوت سے ان کو بُعد (دوری) ہوتا تھا دینی امور وعبادت وغیرہ اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہوکر ان کے ہاں محض ''رسوم'' کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے اور ان کی ادائیگی بس ایک پڑی ہوئی رسم کے طور پر ہوتی تھی اس گمراہی اور بے راہ روی کی اصلاح کے لئے پھر دوسرے پیغمبر مبعوث ہوتے تھے جو اس رسمی حیثیت کو مٹا کر امتوں کو امورِ دین کی اصلی حقیقتوں اور حقیقی روح شریعت سے آشنا کرتے تھے (چند سطر بعد) امت محمدی بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہوچکی ہے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۔۱۲)

جب کفر وشرک کا غلبہ ہوتا ہے اللہ اپنے نبی کو کفر وشرک مٹانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے یہ سنت الٰہیہ ہے چنانچہ کفر وشرک کی بھیانک گھٹا کو دور کرنے کے لئے حضور اکرم

سید عالم ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو لاالہ اللہ محمد رسول (ﷺ) کی دعوت دی مولوی الیاس صاحب نے یہی بات کہی مگر حسین الفاظ کے پردے میں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

- ''آپ (ﷺ) نے جس کام کے لئے سب سے زیادہ محنت کی اور سب سے زیادہ تکلیفیں برداشت کیں وہ کام تھا کلمہ کا پھیلانا''۔ (ملفوظات الیاس ص ۲۸)

لہذا مسلمانوں میں کلمہ پھیلانے کی خدمت مولوی محمد الیاس اور ان کے تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے اور یہ واضح ہے کہ حضور ﷺ نے کفار و مشرکین کو کلمہ پہنچایا یہ پہنچانا کلمہ کا کسی مسلمان کو نہ تھا اس واسطے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے کہ اللہ کے واسطے اپنے وطن کو چھوڑے اور اللہ کے کلمہ کو پھیلائے''۔

(ملفوظات ص ۴۴)

الیاس صاحب فرما رہے ہیں:

''ہماری تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا۔''

قرآن کریم سے پوچھئے طاغوت کس کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ

''تو جو طاغوت (شیطان) کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی۔''

معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے۔ دو چیزیں نہایت ضروری ہیں طاغوت کا انکار اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اور جو طاغوت سے ہٹا ہی نہیں اس کا اللہ پر ایمان ہی نہیں وہ کافر و مشرک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمٰت الی النور والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت اولئک اصحٰب النار ھم فیھا خلدون

''اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں

کے حمایتی طاغوت ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔''

پس الیاس صاحب کی عبارت کہ ''تبلیغ کا اصل مقصد طاغوت سے ہٹنا اور اللہ کی طرف رجوع کرنا'' کا صاف مطلب یہ ہوا کہ کفر سے اسلام کی جانب آنا۔ چنانچہ تبلیغی جماعت کے روح رواں مولوی ابوالحسن ندوی اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمان دو ہی قسم کے ہوسکتے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ یا اللہ کی راہ میں خود نکلنے والے ہوں یا نکلنے والوں کی مدد کرنے والے ہوں (اس پر الیاس صاحب نے فرمایا) خوب سمجھتے ہیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۴۲)

اس سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بس یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے ظاہر ہے کہ تبلیغی اسفار میں نکلنے والے یا ان کی مدد کرنے والے متحد العقائد ہیں ان کے علاوہ تمام مسلمانان عالم جن کو ان سے اختلاف ہے۔ وہ مسلمان نہیں چنانچہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''ہمارا کام دین کا بنیادی کام ہے اور ہماری تحریک درحقیقت ایمان کی تحریک ہے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۷۵)

یہی مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

'' اس وقت کفرو الحاد بہت طاقتور ہے ایسی حالت میں منتشر اور انفرادی اصلاحی کوششوں سے کام نہیں چل سکتا لہٰذا پوری قوت کے ساتھ اجتماعی جدوجہد ہونی چاہئے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۵۴)

مسلمانوں! لِلّٰہ انصاف!! آپ کا عینی مشاہدہ ہے کہ تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کے گھروں پر جاتے گلیوں میں پھرتے سڑکوں پر چلتے شہر شہر گاؤں گاؤں پھرتے ہیں کیا کبھی

آپ نے دیکھا کہ یہ کسی کافر و مشرک کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوتے ہیں کسی ہندو کو بلاتے نصاریٰ کے پاس جاتے چماروں بھنگیوں کو دعوت دیتے ہیں ہرگز نہیں، جاتے ہیں تو مسلمانوں میں، بلاتے ہیں تو مسلمانوں کو، قیام کرتے ہیں تو مسلمانوں کی مساجد میں، ان کے نزدیک کفر والحاد مساجد اور مسلمانوں میں ہے جس کے مقابلے میں شب و روز گشت کرتے نہیں تھکتے۔

مسلمانوں کے ماسوا جتنے بھی کفار و مشرکین ہیں نہ ان میں کفر ہے نہ الحاد چنانچہ ان کو مسلمان بنانے کی ضرورت ہی نہیں !!!

تبلیغی اسفار بھی جہاد ہیں

مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''سو (۱۰۰) سے کم نہیں کچھ زیادہ ہی خطوط میرے پاس آئے ہوں گے ان میں سب سے اہم اشکال یہ ہے کہ تبلیغ والے جہاد کی احادیث کو اپنے تبلیغی اسفار کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور تعجب اس پر ہے کہ یہ اشکال عوام کے بجائے اہل علم کی طرف سے زیادہ آیا اہل علم کی طرف سے اس قسم کے اشکالات کا وارد ہونا زیادہ موجب تعجب ہے اس لئے کہ جہاد کے اسفار میں قتال اگرچہ عرفاً زیادہ معروف ہے لیکن لغت اور نصوص جہاد کو قتال کے ساتھ مخصوص نہیں کرتے، اصل جہاد کی اعلاء کلمۃ اللہ کی سعی ہے جس کا درجہ مجبوری اور آخری قتال بھی ہے قتال اصل مقصود نہیں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۵)

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

''حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جہاد سے مراد دعوت الی الاسلام ہے''۔

(ایضاً ص ۹)

''اور تبلیغ کا اصل بھی یہی ہے چنانچہ ہر تبلیغی مجاہد ہے۔''

چنانچہ مولوی محمد الیاس فرماتے ہیں:

''کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام کے زمانے میں جب دین ضعیف تھا اور دنیا قوی تھی بے طلب لوگوں کے گھر جاکر ان کی مجالس میں بلا طلب پہنچ کر دعوت دیتے تھے طلب کے منتظر نہیں رہتے بعض مقامات پر صحابہ کو ازخود بھیجا کہ فلاں جگہ تبلیغ کرو، اس وقت ضعف کی وہی حالت ہے تو اب ہم کو بھی بے طلب لوگوں کے پاس جانا چاہئے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۴۹)

مولوی الیاس صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں قبل ہجرت جو کام کرتے تھے یعنی چل پھر کر لوگوں کو دعوت حق دینا مدینہ طیبہ میں پہنچ کر یہ کام آپ کا نہیں رہا جبکہ مکی دعوت کو سنبھالنے والوں کی ایک خاص جماعت آپ نے تیار کردی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ ہی کے مرکز میں مقیم رہنا درست ہوا جب کہ ایران وروم کے علاقوں میں اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے کے لئے جہاد کرنے والے اللہ کے ہزاروں بندے پیدا ہوچکے تھے اور ضرورت تھی کہ حضرت عمر مرکز ہی میں رہ کر اس دعوت حق اور جہاد فی سبیل اللہ کے نظام کو استحکام کے ساتھ چلائیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۲۳)

مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''تبلیغ ودعوت کے ان اصولوں میں سے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں ایک عرض ہے یعنی حضور انور ﷺ اس کا انتظار

نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوں بلکہ آپ اور آپ کے داعی لوگوں تک خود پہنچتے تھے اور حق کی دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی لوگوں کے گھروں تک خود پہنچ جاتے تھے اور کلمہ حق کی دعوت پیش فرماتے تھے۔ مکہ معظّمہ سے سفر کر کے طائف تشریف لے گئے اور وہاں عبد یالیل وغیرہ رئیسوں کے گھروں پر جا کر تبلیغ کا فرض ادا فرمایا حج کے موسم میں ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے جاتے اور ان کو پیغام پہنچاتے...... اسلام کے سفیر مصر و ایران وحبش کے بادشاہوں اور عمان و بحرین اور یمن اور مصر وشام کے رئیسوں کے پاس اسلام کا پیغام لے کر پہنچے"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۹۴)

تبلیغی سفر جہاد ہی نہیں بلکہ غزوات سے اعلیٰ خصائص کے حامل ہیں

واضح ہو کہ غزوات وہ جہاد ہیں جن میں بہ نفس نفیس خود حضور علیہ السلام نے شرکت فرمائی اور جس جہاد میں حضور نے شرکت نہ فرمائی اور صحابہ کرام نے جہاد فرمایا اس کو "سرایا" کہتے ہیں اور جو مسلمان اللہ کی راہ میں لڑے وہ جہاد ہے۔ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

"یہ سفر (تبلیغی) غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے اورس لئے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے یہ اگر چہ قتال نہیں ہے مگر جہاد ہی کا فرد ضرور ہے جو بعض حیثیات سے اگر چہ قتال سے کمتر ہے لیکن بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ ہے"۔

(ملفوظات الیاس ص ۷۲)

اللہ اللہ! تبلیغی جماعت کا سفر غزوات ہی کے خصائص اور ویسا ہی اجر بلکہ بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلیٰ سبحان اللہ کیا کہنا۔

حضور ﷺ کا ارشاد صحابہ کی نسبت بہت مشہور ہے کہ میرے صحابی کا ایک مُد جو صدقہ کرنا دوسرے لوگوں کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے عمل صحابہ کی یہ شان پھر نبی کے اعمال اللہ اللہ پھر نبی الانبیاء ﷺ کی محبت میں کام کس کی مجال ہے کہ اس امتیاز بے مثال کی بابت لب کشائی کرے مگر وہ دیکھو مولوی الیاس صاحب فرمارہے ہیں:

''اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیرا امۃ الخ کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو''۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۰)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کا تعارف

حضرت علامۂ زماں فہامۂ دوراں الحاج مولانا ارشد القادری زید مجدہ فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے دوسرے مرکزی قائد مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ''مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت'' کے نام سے موصوف کی مفصل سوانح حیات لکھی ہے مولانا الیاس کے متعلق انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا تاریخی نام الیاس اختر ہے موصوف ان کے عہد طفلی کا حال بیان کرتے ہیں ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:

امی بی (مولانا الیاس کی نانی) مولانا پر بہت شفیق تھیں فرمایا کرتی تھیں کہ اختر! مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پیٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتیں کیا بات ہے؟ کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں''۔

(دینی دعوت ص ۴۲ تبلیغی جماعت ص ۴۵)

علامہ فرماتے ہیں:

اب یہیں سے اندازہ لگالیجئے کہ بچپن میں جب صحابہ کرام کی روحیں ان کے اردگرد

پھرتی تھیں تو ان کا عالم شباب کس قیامت کا ہوگا اب یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ سوانح نگار جوانی کی منزل تک پہنچا کر انہیں کس منصب پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔

پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی

حتمی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ منصب نبوت ان کا آخری نشانہ ہے لیکن اس منصب کی طرف پیش قدمی ضرور کی گئی ہے چنانچہ اسی کے بعد موصوف نے مولانا الیاس کا وہ واقعہ بھی نقل کیا ہے جو نزول وحی سے متعلق ہے لکھتے ہیں:

''مولانا الیاس فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا حضرت گنگوہی سے کہا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم نے یہی شکایت حاجی صاحب اپنے پیرو مرشد سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا اللہ آپ سے کوئی کام لے گا''۔

(دینی دعوت ص ۴۵)

علامہ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نہیں سمجھتا کہ مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے مشہور اہل قلم نے اس مقام پر اصل واقعہ کی نقل میں خیانت سے کیوں کام لیا حاجی صاحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے''۔

(سوانح قاسمی، ج۱، ص۲۵۹)

علامہ فرماتے ہیں:

''اب اس تفصیل کی روشنی میں مولانا ابوالحسن علی ندوی کے لکھنے کے مطابق

معلوم ہوا کہ بعینہ یہی قصہ مولانا الیاس کے ساتھ بھی پیش آیا تھا یعنی ان کے قلب پر بھی نبوت کا فیضان ہوتا تھا اور انہیں بھی معاذ اللہ رسول انور ﷺ کی طرح نزول وحی کی گرانی محسوس ہوا کرتی تھی۔" (تبلیغی جماعت ص ۴۶)

دعویٰ

یہاں تک تو پیغمبرانہ منصب کی طرف ایک خاموش پیش قدمی تھی اب مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں میں ظاہر کئے جانیکا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے۔ ملفوظات الیاس کا مرتب اپنی کتاب میں ان کا یہ دعویٰ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو"۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۱)

لاالٰہ الا اللہ! ذرا غضب دیکھئے! کہ یہ آیت کریمہ بھی خدا ہی کی نازل فرمودہ ہے اور اس کی تفسیر بھی وہی القا فرمارہا ہے فرق صرف یہ ہے کہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی اور تفسیر مولانا الیاس پر اُتری ہے پس خدا ہی کی طرف سے جب آیت و تفسیر دونوں ہی کا نزول ہے تو کون خدا کا باغی بندہ ہے کہ ایک پر ایمان لائے اور دوسرے سے انکار کردے۔

دیکھ رہے ہیں آپ! کتنے مسلح طریقہ پر پیغمبرانہ منصب کی طرف پیش قدمی کی گئی ہے کہ آدمی انکار بھی کرنا چاہے تو انداز بیان کی ہیبت سے مرعوب ہوکر رہ جائے تقریباً چودہ سو برس سے دنیائے اسلام میں یہ آیت پڑھی جارہی ہے۔ سب نے اس کا مفہوم یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت کریمہ امت محمدی کے حق میں نازل ہوئی ہے کہ تم بہترین امت ہو تمہارا

فرض منصبی یہ ہے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاؤ اور برائی سے روکو۔ لیکن چودہ سو برس کے بعد آج پہلی مرتبہ حقیقت منکشف ہوئی کہ معاذ اللہ یہ آیت کریمہ مولانا الیاس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کا تفسیری مفہوم یہ ہے کہ مولانا الیاس مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہیں۔ (تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری ص ۴۷)

مسلم معاشرے میں علمائے دیوبند کا مقام

مولوی محمد زکریا صاحب تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر فرماتے ہیں:

''نہ صرف مجھ سے بلکہ اکابر علماء (دیوبند) سے بہت سے لوگوں نے خود اس کا اعتراف کیا ہے کہ ہم تو علماء (دیوبند) سے اتنے بدظن تھے کہ ملنا بھی گوارا نہ تھا اور اب ہم اس تبلیغ کی برکت سے آپ حضرات کے خادم بنے کھڑے ہیں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۳)

یہی مولوی زکریا صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''بہت سے تاجروں اور رئیسوں کا مقولہ جو متعدد علماء بلکہ خود مجھ سے بھی کہا گیا ہے کہ حضرت جی ہم لوگ تو آپ سے بہت خفا اور دور رہتے تھے اس تبلیغ کی بدولت آپ تک پہنچنا ہوا یہ مقولہ بلا تصنع بلا مبالغہ سو آدمیوں سے زائد میں نے سنا ہوگا''۔

(تبلیغی جماعت پر عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۳۔۳۴)

یہی مولوی زکریا صاحب فرماتے ہیں:

'' کلکتہ اور بمبئی کے بعض تاجروں سے ایک مدرسہ کے بڑے ذمہ دار نے یہ شکایت کی کہ تبلیغ والوں سے مدارس کے چندے کو نقصان پہنچتا ہے ان لوگوں

نے مختلف مواقع پر ایک ہی جواب دیا کہ ہم لوگ تو ان مدارس (دیوبند) کو چندہ تبلیغ ہی کی برکت سے دے رہے ہیں آپ دس برس پہلے کی رودادیں نکال کر دیکھ لیں موازنہ کریں کہ ہمارے شہروں سے ان دس برسوں میں چندہ میں کتنا اضافہ ہوا''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے جوابات ص ۳۱_۳۲)

مولوی الیاس صاحب نے فرمایا:

ہم پہلے بالکل کسمپرسی کی حالت میں تھے کوئی ہماری بات سنتا نہیں تھا اور کسی کی سمجھ میں ہماری بات نہیں آتی تھی''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۴)

پھر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کی مدد سے اب حالات بدل چکے ہیں ہماری بہت سی جماعتیں ملک کے اطراف میں نکل کر کام کا طریقہ دکھلا چکی ہیں اور اب لوگ ہمارے کام کے طالب بن کر خود ہمارے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اتنے آدمی دیدیئے ہیں کہ اگر مختلف اطراف میں طلب پیدا ہوتو جماعتیں بھیجی جاسکتی ہیں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۱۵)

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر اور بانی جماعت کی اقبالی ڈگری ہے کہ تبلیغ سے پہلے علمائے دیوبند سے مسلمانان عالم کو سخت نفرت تھی پاس آنا تو کجا ان کا مساجد میں نماز پڑھنا بھی گوارا نہ تھا چنانچہ تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ بمبئی شہر میں علما حقہ میں سے تبلیغ سے پہلے جانا کتنا دشوار تھا اور وعظ کہنے کا تو واہمہ بھی نہیں ہوسکتا تھا حضرت حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) کو اپنی اہلیہ محترمہ کے حج سے واپسی پر بمبئی تشریف لے جانے پر کس قدر اذیت

دی گئی کہ مخالفین نے بجلی کے تار کاٹ دیئے مکان کا محاصرہ کرلیا اور حضرت پر حملہ کیا۔ میزبان کی خوش اسلوبی اور بہترین انتظام کی وجہ سے حضرت کو اس مکان سے دوسرے مکان میں اندھیرے کے اندر پہنچایا گیا ۳۸ھ میں جب حضرت سہارنپوری تین سو خدام کے ساتھ حج میں تشریف لے جارہے تھے یہ ناکارہ بھی اس میں ہمرکاب تھا تو اہل بمبئی کی شری اور فسادی مخالفین کے خوف سے حضرت کو مع قافلہ کے بمبئی سے دس میل دور ایک قبرستان میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں خیمے لگائے گئے تھے علماء دیوبند کا بمبئی میں علی الاعلان جانا کس قدر دشوار تھا اس سے ظاہر ہے بمبئی کی کسی مسجد میں کسی معروف دیوبندی کا نماز پڑھ لینا معلوم ہوجاتا تو اس مسجد کو پاک کرایا جاتا تھا"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۳۴)

ان روایات اور حکایات سے واضح ہے کہ مسلمانوں کو علماء دیوبند سے کس قدر نفرت تھی اور ان کو نجس سمجھ کر مساجد کو پاک کراتے غور طلب یہ امر ہے کہ مسلمان جن کے قلوب میں علماء کرام کی ہمیشہ قدر وعزت رہی علماء کرام کے قدموں پر اپنا خون بہانے میں فخر محسوس کرتے تھے آخر ان علماء سے کوئی جائیداد کا جھگڑا تھا، کوئی شرکت کا مسئلہ تھا، کوئی قتل کا مقدمہ تھا۔ نہیں نہیں، اس کے لئے آپ کو اس نفرت کے وجوہ تلاش کرنے پڑیں گے!

مولوی محمد الیاس نے جب دیکھا کہ ہم دیوبندیوں سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے منافقت کا لباس فاخرہ زیب تن فرمایا اور مصنوعی تقدس کے آلات سے مسلح سیاسی دستہ تیار کیا جو بظاہر کلمہ کی رٹ لگاتا اور حقیقت میں مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بناتا تبلیغی جماعت سابق مرکزی امیر مولوی محمد یوسف ابن مولوی محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت اپنے ایک خط میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں ہے بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے اور بعد میں اعمال صالح کی تحریک ہے اب تک ۲۰۔۲۵ سال کے تجربہ سے یہی معلوم ہوا کہ شرکیہ رسموں یعنی میلاد قیام فاتحہ عرس وغیرہ اور گناہوں

کے چھیڑنے سے لوگ رسموں اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں لیکن اگر ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسموں اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے''۔

(قلمی مکتوب بقلم محمد عاشق۔ تبلیغی جماعت ص ۱۸)

تبلیغ کی غرض و غایت

تبلیغی جماعت والے مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی طرف بلاتے ہیں پھر ان کو وہابی دیوبندی بناتے ہیں۔ مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۵۷)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ تبلیغ کی غرض و غایت تھانوی صاحب کی تعلیم کو پھیلانا اور عام کرنا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ طریقۂ تبلیغ ایجادِ بندہ ہے کسی نبی کی سنت نہیں۔

مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''جن حضرات کا حلقۂ محبت و تعلق اتنا وسیع ہو کہ جتنا ہمارے حضرت تھانوی کا تھا چاہئے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے میرا جی چاہتا ہے...... خاص طور سے یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کی ترقی درجات کی

کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے''۔

(ملفوظات الیاس ص ۶۷)

اس کا حاصل یہ ہے کہ تھانوی صاحب کی روح کو خوش کرنے کے لئے ان کی تعلیمات اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ اسکو پھیلایا جائے حضرت تھانوی کی بہت ہی بڑی اور اہم آرزو جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں کیا کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ بیچارے ناکام تمنا ہی رہے نہ اتنا روپیہ ہوا نہ وہابیت کو عام کرسکے لہٰذا ان کی روح کو خوش کرنے کے لئے سب سے اہم کام مسلمانوں کو وہابی دیوبندی بنانا ہے وہی کام تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے۔ تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر جناب زکریا صاحب فرماتے ہیں:

''میں عام طور سے لوگوں کو حضرت اشرف علی تھانوی کی کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں''۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۱۴۴)

سب کی یہی صدا ہے کہ تھانوی کی تعلیم تھانوی کی کتابوں کی طرف آؤ تبلیغی جماعت کے معتمد قائد مولوی محمد منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی کے نواسے حضرت محمد یعقوب صاحب گنگوہ سے زیارت و عیادت کے لئے تشریف لائے ان کے ساتھ ان ہی کے گھرانے کی کوئی خاتون بھی تھیں غالباً ان کی صاحبزادی ہی تھیں وہ بھی حضرت (محمد الیاس) کی عیادت کے لئے تشریف لائی تھیں حضرت نے ان کو پس پردہ حجرے ہی میں بلوالیا ان کو خطاب کرتے ہوئے جو کچھ اس وقت حضرت نے فرمایا تھا

اس کے چند فقرے قلمبند کر لئے گئے تھے درج ذیل ہیں فرمایا من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں''۔

(ملفوظات الیاس ص ۱۲۴)

واضح رہے کہ مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں مجھے دین کی دولت رشید احمد گنگوہی سے ملی ہے اس کا واضح مطلب ہے کہ جو دین رشید احمد گنگوہی کا ہے وہی دین الیاس صاحب کا ہے جو دین الیاس صاحب کا ہے وہی تبلیغی جماعت کا ہے وہی دین گنگوہی اشرف علی کی تعلیمات میں موجود ہے جس کا پرچار تبلیغی جماعت برابر کر رہی ہے۔

اور لیجئے مولوی الیاس صاحب فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے لیکن مجدد کے لئے ضروری نہیں ہے کہ سارا تجدیدی کام اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہو...... جس طرح خلفائے راشدین بالخصوص حضرات شیخین کا کام فی الحقیقت رسول اللہ ﷺ ہی کا کام ہے''۔

(ملفوظات ص ۱۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس صاحب جو دینی تحریک چلا رہے ہیں یہ جناب گنگوہی کے تجدیدی کام کی ہی تکمیل ہے درحقیقت یہ کام بھی رشید احمد گنگوہی کا ہے تبلیغی جماعت دیوبندی جماعت کا نیا روپ ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کا تجدیدی کارنامہ

دیوبندیوں کے قطب الارشاد اور امام ربانی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

'' کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں

لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۴۱۔ ناشر محمد سعید قرآن محل)

اس کا مطلب یہ ہوا، نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی، کیونکہ قطب الارشاد و امام ربانی کا ارشاد ہے کہ تقویت الایمان کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے جس کے گھر میں تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم۔اور اگر ہے مگر پڑھتا نہیں تو بھی عین اسلام سے محروم اور اگر پڑھ بھی لیا اور عمل نہ کیا تو بھی عین اسلام سے محروم تو مسلمان کہاں رہا۔قرآن کریم کی بابت بھی کسی نے ایسی بات نہ کہی کتنے گھرانے ایسے کہ قرآن کریم سے خالی ہیں اور کتنے مسلمان جنہوں نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں کتنے مسلمان ایسے بھی کہ قرآن کریم کے مطابق عمل بھی نہیں کرتے مگر کسی نے ان کو عین اسلام سے محروم نہ فرمایا، ہاں البتہ قرآن کریم پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔تو جو قرآن کریم پر ایمان نہ لائے وہ یقیناً عین اسلام سے محروم ہے اور وہ مسلمان نہیں مگر دیوبندیوں تبلیغیوں کا مرکز ایمان تقویت الایمان ہے اگر کوئی دیوبندی تبلیغی یہ کہے کہ قطب الارشاد امام ربانی دیوبندیہ نے تو یہ فرمایا کہ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ کتاب اللہ سے آپ کے امام ربانی کی مراد معلوم نہیں کیا ہے اگر کتاب اللہ سے مراد قرآن کریم ہے تو یہ بالکل غلط اور کذب صریح ہے ملاحظہ فرمایئے۔

تقویت الایمان میں ہے:

"اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

(تقویت الایمان ص ۲۷ وسن پورہ لاہور)

کیا انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم وملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام مخلوق میں داخل نہیں اگر وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک مخلوق میں انبیاء مرسلین علیہم السلام شامل ہیں تو اس

کا صاف مطلب یہ ہوا کہ معاذاللہ دیوبندیوں کا ایمان یہ ہے کہ اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں اور یقین بمعنی ایمان ہے قرآن کریم فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہٖ وللمومنین ولکن المنفقین لایعلمون o

یعنی ''عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔''

قرآن کریم تو رسول اور مومنین کو عزت والا بتارہا ہے اور تقویت الایمان کہتی ہے کہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ)

تو یہ علانیہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت ہے اور اس کو جھٹلانا ہے اور لیجئے تقویت الایمان کہتی ہے : اللہ کی شان بہت بڑی ہے

''کہ سب انبیاء اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔

(تقویت الایمان ص ۷۹ مکتبۃ الاسلام وسن پورلاہور)

گویا اللہ کے روبرو ذرہ ناچیز اتنا کم تر نہیں جتنا کمتر معاذاللہ...... انبیاء کرام علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے اللہ عزوجل مومنین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین اٰمنو وعملوا الصّٰلحٰت اولٓئک ھم خیر البریۃ o

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔''

مسلمانو! قرآن کریم تو مومنین کو تمام مخلوق میں بہتر فرمائے اور دیوبندیوں تبلیغیوں کا ایمان ذرہ ناچیز سے کمتر انبیاء مرسلین کو بتائے یہ تو قرآن کو صریحاً جھٹلانا ہے اور اس کا رد کرنا۔ دلیل ثبوت کے لئے ایک حوالہ ہی کافی ہے ہم نے بحمدہ تعالیٰ دوحوالے پیش کئے اس مختصر عجالہ میں مزید کی گنجائش نہیں اگر پوری تقویت الایمان کا محاسبہ کیا جائے تو ایک رسالہ بن جائے ۔ ان کا ایمان کہتا ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت ایمان کی۔

علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

"علم غیب اللہ ہی کو ہے سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔

(تقویت الایمان ص ۳۴)

یعنی یہ اختیار صرف اللہ ہی کو ہے جب چاہے غیب کا حال معلوم کرے مخلوق کے لئے یہ صفت کمال ثابت کرنا شرک ہے۔

رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:

"علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا **وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمها الاھو** خود حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اسکے" پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا...... اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۲)

تیسری جگہ فرماتے ہیں:

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک ہے اور شرک اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے

شریک کرے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۴۷)

حاصل ان عبارات کا یہ ہے

۱۔ کہ غیب کا جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں سوائے حق تعالیٰ کے۔

۲ مخلوق کے لئے علم غیب کا ثابت کرنا شرک صریح ہے۔

۳ شرک وہ ہے جو اللہ کے ساتھ وصفِ ذاتی جیسے علم میں، قدرت میں اور عبادت میں شریک کرے۔

۴ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور ﷺ کو علم غیب تھا شرک صریح ہے۔

شیطان کے لئے علم نص سے ثابت اور حضور کے لئے ماننا شرک، دیوبندیوں کے امام ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد بالا اتفاق فرماتے ہیں:

''کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط زمین کا فخر عالم کو، خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی، کون سی نص قطعی ہے؟ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ اللہ کا وصف ذاتی (علم) حضور کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ وہی وصف (علم) شیطان و ملک الموت کے لئے ثابت کرنا عین ایمان ہے پس فتاویٰ رشیدیہ کی وہ عبارت کہ شرک تو اسی کو کہتے ہیں جو کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی وصف ذاتی مثلِ علم قدرت یا عبادت کے شریک کرے۔ اس فتویٰ کی بنا پر حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک فرمایا اور اسی کو شیطان و ملک الموت کے لئے نص

سے ثابت مانا اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی خدا کے ساتھ شیطان اور ملک الموت کو شریک جانتے ہیں؟ یا پھر تین خداؤں کے قائل ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے انبیاء علم میں ہی ممتاز ہیں عمل میں امتی بڑھ جاتے ہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں''۔

(تحذیر الناس ص۴ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند
ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ ص۲۰)

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب انبیاء کی فضیلت امتی پر صرف علم ہی میں جانتے اور عمل میں امتی کو بڑھاتے ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی حکیم الامت دیوبند، ایسا علم جانوروں کے لئے ثابت فرماتے ہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے حضور کو علم میں کیا خصوصیت ہے ایسا علم حیوان و بہائم کو بھی حاصل ہے۔

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں:

''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل

ہے۔''

(حفظ الایمان ص ۷ مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء بندر روڈ کراچی)

غور طلب یہ امر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں۔ جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ مشرک پھر خود جس ثبوت علم کو حضور ﷺ کے لئے شرک فرمایا اسی کو شیطان وملک الموت کے لئے نص سے ثابت مانا۔

بانی دارالعلوم دیوبند نے امت پر انبیاء کی فضیلت صرف علم ہی میں مانی عمل میں امتی کو نبی سے بڑھایا۔ حکیم الامت دیوبند تشریف لائے تو فرمایا: (حضور کے لئے) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔

علم غیب جس کو گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا حکیم الامت دیوبند علم غیب کو زید وعمرو ہر عام و خاص ہر بچہ و پاگل بلکہ تمام حیوانات کے لئے ثابت کرتے ہیں اب فیصلہ کیجئے کون مشرک اور کون مومن؟ بات وہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، ہاں تو تقویت الایمان کی۔ تبلیغی جماعت کی مذہبی اساس ان ہی قائدین کی ذات سے وابستہ ہے بلکہ ان کے دین کا دارو مدار ان ہی کی ذات پر موقوف ہے۔

تبلیغی جماعت کے قائدین کی باتیں آپ نے سنیں اب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی سن لیجئے فرماتا ہے:

عٰلم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احدا الامن ارتضی من رسول

یعنی ''غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا
سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو مسلط نہیں کرتا اور تھانوی جی کہتے ہیں کہ ایسا علم ہر بچے پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو حاصل۔ گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم

غیب تھا صریح شرک ہے اور جو علم حضور کے لئے ماننا شرک وہی شیطان کے لئے ثابت لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہیں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس صاحب کے قطب الارشاد اور مجدد زماں جنہوں نے تقویت الایمان کا رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ٹھہرایا اور تقویت الایمان نے اللہ کی شان میں فرمایا: ''کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے'' اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہوا کہ جب تک دریافت نہ کرنا چاہا جاہل رہا (معاذ اللہ) بس بات یہی ہے کہ نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔ کہ ان حضرات کا عین اسلام تو یہی ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

''لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد''۔

(یکروزی ص ۱۴۵)

یعنی ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال ہو۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں

''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا''۔ (براہین قاطعہ ص ۲ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۲)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ کذب باری کے متعلق حکایت بیان فرماتے ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا، سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سنکر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲ مکتبہ بحر العلوم جونا مارکیٹ کراچی)

اس حکایت سے ایک جانب خدا تعالیٰ کے جھوٹ کو ممکن ثابت کیا گیا تو دوسری جانب سائیں توکل شاہ صاحب کے لئے علم غیب اختیاری کا ثبوت فراہم کیا۔

عرش عالم غیب میں ہے سائیں توکل شاہ نے جب چاہا گردن جھکالی اور عرش تو کجا اس کے آگے رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھا دیوبندیوں کا عین اسلام تقویت الایمان کہتی ہے کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے دریافت کرلیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ غور فرمائیں یہ پوری عبارت سائیں توکل شاہ پر صادق آتی ہے؟ نیز ملاحظہ فرمائیں کہ علم محیط زمین حضور ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک (کما مر) اور سائیں توکل شاہ کے لئے ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر عرش اور اس کے آگے کا علم ثابت مگر توحید میں کوئی فرق نہیں آتا اور لیجئے۔ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں براہین قاطعہ ص ۵۱ میں فرماتے ہیں:

''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''۔

کیسی جرأت وبیبا کی، شیخ محقق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

''کہ ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشدہ است''۔ یہ روایت محض بے اصل ہے وہ رد فرما رہے اس قول کی اور یہ الزام ان ہی پر رکھ رہے ہیں اور مابعد ان علوم مکتوبہ کے سائیں توکل شاہ کے لئے عرش اور اس کے آگے کا علم

ثابت کرتے ہیں۔ بات صرف یہی ہے نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان کی۔

''دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے زیادہ بدتر ہے''

مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

''شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے''۔

(صراط مستقیم ص ۱۵۰)

نماز میں تشہد واجب اور تشہد میں السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ موجود۔ اس میں ان حضرات کا خیال کہاں چلا جاتا ہے؟ شقاوت دینی ملاحظہ ہو کہ حضور کی جانب خیال اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا ہے۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح

ہوسکتا ہے''۔

(تحذیرالناس ص ۲۔۳ مطبوعہ دیوبند۔

ماہ نامہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۵۸ھ ص ۱۸)

صاف لکھ دیا آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آخری ہونا عوام کا خیال ہے مگر اہل فہم کے نزدیک اول و آخر آنے میں بالذات کوئی فضیلت ہی نہیں۔

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے

مولوی محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''۔

(تحذیرالناس ص ۲۴ ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ جمادی الثانی ۵۸ھ ص ۴۰)

زمانہ اقدس ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا جائز اور ممکن ٹھہرایا کیونکہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں چنانچہ کسی نبی کا پیدا ہونا منافی خاتم النبیین نہ ہوگا۔

دیوبندیوں کے نزدیک
''اشرف علی رسول اللہ'' پڑھنا تسلی بخش ہے

مولوی اشرف علی کو ان کا مرید خط لکھتا ہے:

''ایک روز کا ذکر ہے کہ ''حسن العزیز'' دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا

ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی جی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ''اشرف علی'' نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا، بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں مگر پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی، حالانکہ بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں''۔

(رسالہ امداد ص ۳۴۔۳۵)

مرید کو اپنی غلطی کا احساس اور اضطراب ہے کہ کلمہ شریف کے پڑھنے میں غلطی کی مگر

پیر صاحب تھانوی یہ جواب عنایت فرماتے ہیں:

''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہوں وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے''۔

(۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۴۔۳۵)

قارئین! اس حکایت پر علامہ مولانا ارشد القادری زید مجدہم کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں: ''کمبخت وہ زبان بھی شاطر وعیار ہے جو اپنے مرشد کو کلمہ تنقیص کہنے کے لئے تو بے قابو نہیں ہوتی لیکن اس کی نبوت کا اقرار کرنے کے لئے بے قابو ہوجاتی ہے یہ عذر لنگ اگر قبول کرلیا جائے تو دنیا سے بالکل امان ہی اٹھ جائے بڑے سے بڑا دشنام طراز بھی یہ کہہ کر نکل جائے گا کہ کیا کروں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔

اور اس واقعہ کا سب سے عبرتناک تماشہ تو یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پیر مغاں اس صریح کلمۂ کفر پر اپنے مرید کو سرزنش فرماتے، یہ حوصلہ افزا جواب لکھ بھجتے ہیں'' اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے'' جس نشاط طبع کے ساتھ ایک کفر صریح کی تحسین فرمائی گئی ہے مریدین، معتقدین کیلئے اس کے جواب میں کتنے خاموش اشارے چھپے ہوئے ہیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے تاہم یہ سوال اپنی جگہ ضرور کیا جاسکتا ہے کہ مان لیا جائے مرید کی زبان بے قابو ہوگئی تھی لیکن پیر مغاں کا قلم تو اختیار میں تھا انہوں نے ہوش میں رہتے ہوئے ایک کلمۂ کفر کی تائید کیوں فرمائی اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی بے اختیار نہیں تھا یہ واقعہ دونوں ہی کے سمجھے بوجھے اختیار سے وجود میں آیا''۔ (تبلیغی جماعت ص ۶۰۔۶۱)

تبلیغی جماعت والوں کی انبیاء علیہم السلام پر برتری

مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت فن تنقیصِ انبیاء علیہم السلام میں اپنے

قائدین سے کم نہیں ہیں اس فنی حیثیت پر علامہ ارشد القادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمایئے فرماتے ہیں: اس نکتے سے آپ ناواقف نہ ہوں گے کہ دوسروں کی تنقیص کرکے بھی، کبھی اپنی برتری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ مولانا الیاس کے متبعین کو مبارک ہوکہ مولانا نے اس فن کو بھی تشنۂ التفات نہیں رہنے دیا ہے چنانچہ تبلیغی کارکنوں کا انبیائے کرام کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے ان کے نام اپنے ایک گشتی مراسلہ میں موصوف تحریر فرماتے ہیں:

''اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں ہل سکتا اور کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہوسکے''۔

(مکاتیب الیاس ص ۱۰۷۔۱۰۸)

قسم ہے آپ کو جلالت خداوندی کی ذرا اس عبارت کی اسپرٹ پر غور فرمائیے اور بے لاگ ہوکر فیصلہ دیجئے کہ کیا اس عبارت میں انبیاء کے مقابلے پر اپنے اور اپنے تبلیغی کارکنوں کی برتری کا جذبہ کارفرما نہیں ہے دین کا وہ کون سا کام ہے جو خدائی مشیت کے بغیر وجود میں آتا ہو لیکن نہ کرسکنے والے کے مقابلے میں کرگزرنے والے کی برتری تو بہرحال ثابت ہوجاتی ہے۔

اس لئے کہنے دیا جائے کہ اس اہانت آمیز پیرایہ بیان کا مقصد سوا اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ جن انبیائے کرام کا حلقۂ تبلیغ سالہاسال کی جدوجہد کے بعد بھی چند افراد سے آگے نہ بڑھ سکا ان کے مقابلے پر آج کے ان تبلیغی کارکنوں کی برتری ثابت کی جائے جو اپنے تئیں ایک عالم کو ہدایت یاب بنا چکے ہیں اور اس کے بعد انہیں ہلاکت خیز نخوت میں مبتلا کردیا جائے کہ جو کام انبیاء سے بھی نہ ہوسکا وہ کام ہم کرگزرے۔ معاذاللہ! ذرا سوچئے کہ کیا تنہا یہی آزار پوری تبلیغی جماعت کی ہلاکت کے لئے کافی نہیں''۔

(تبلیغی جماعت ص ۵۱۔۵۲)

علامہ ارشد القادری پھر فرماتے ہیں :

''خدا کی عظمت شان سے کسے انکار ہوسکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھامنے کی جگہ یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لئے جو پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہے وہ کیسا ہے اور کس کا ہے؟ انبیاء کو نشانے پر رکھے بغیر خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہوسکتا تھا میں کہتا ہوں پیرایۂ بیان کے عیب و ہنر سے اگر آنکھیں بند کرلی جائیں تو خدا کی قدرت کو درمیان میں رکھ کر آسانی سے ہر شخص کی حرمت کا مذاق اڑایا جاسکتا ہے بلکہ اسی عنوان پر ایک ضخیم حمد باری تیار کی جاسکتی ہے۔

مثال کے طور پر بلاشبہ خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنے کسی بھی بندہ کو خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے اسے جہنم کا کندہ بنادے لیکن اس پیرایۂ بیان میں اگر کوئی مولانا الیاس کا نام لے کر خدا کی قدرت کا اظہار کرے تو انصاف سے بتایئے کہ مولانا الیاس کے معتقدین چیخ اٹھیں گے یا نہیں؟'' (تبلیغی جماعت ص ۵۳۔۵۴)

محبوب رب العالمین اور مشائخ دیوبند

تبلیغی جماعت کے مرکزی امیر مولوی محمد زکریا محدث سہارنپوری، حضور اکرم سید عالم ﷺ، کا مشائخ دیوبند سے موازنہ کرتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں: ''ابوداؤد شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن (شہر کا نام) حضور اقدس ﷺ کی طرف کچھ احادیث نقل کیا کرتے تھے۔ جو نبی کریم ﷺ نے بعض لوگوں کے متعلق غصہ میں فرمایا جو لوگ یہ حدیثیں سنتے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر نقل کرتے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حذیفہ کو اپنی احادیث کا زیادہ علم ہے لوگ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہتے کہ ہم نے حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) سے تمہاری حدیثیں نقل کیں انہوں نے نہ تو تصدیق کی نہ تکذیب کی حضرت

حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور ﷺ سے سنی ہیں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرمادیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں، دوسرے آدمیوں کی طرح سے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے پس جس آدمی کو میں نے غصہ میں کچھ کہا ہو یا اللہ تو اس کہنے کو لوگوں کے لئے رحمت اور قیامت کے دن برکات کا سبب بنا۔ یا تو تم ایسی حدیثیں نقل کرنے سے رک جاؤ ورنہ میں امیر المومنین کے پاس تمہاری شکایت لکھوں گا۔

خود حضور اقدس حکیم الامت (اشرف علی تھانوی) سے افاضات الیومیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں جو مقربین بصیغہ اسم مفعول ہوتے ہیں ان میں ایک دو مکربین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں جھوٹ سچ لگاتے ہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کردیا جس سے چاہا راضی کردیا۔ بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً منع فرمادیا کرتے تھے کہ چپ رہو میں سننا نہیں چاہتا اس کے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی اور حاجی صاحب (امداد اللہ) سب سن کر فرمادیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا اور فلاں شخص کی شکایت کی سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا حضرت گنگوہی (رشید احمد) کا اس بارے میں کیا معمول تھا فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے فرمایا کہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ

میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے مگر سن لیتے تھے سب"۔

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اوران کے مفصل جوابات، صفحہ۶۸ تا۷۰)

دیوبندی دھرم میں معصوم کون؟

مذکورہ بالا دونوں روایات متصلہ میں مشائخ دیوبند اور اللہ کے رسول (جل جلالہ ﷺ) کے کردار بیان کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مشائخ کے یہاں مقربین میں ایک دومکربین بھی ہوتے ہیں جو ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے جھوٹ سچ لگاتے ہیں، جس سے چاہا شیخ کو ناراض کردیا جس سے چاہا راضی کردیا چنانچہ نبی کریم ﷺ کے مقربین میں ایسے مکربین تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرمادیتے یعنی نازیبا اور حقیقت کے خلاف اور بعض اوقات کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرماتے یعنی حد سے بڑھ جاتے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل میں ناراضی یعنی غم وغصہ اور نفرت پیدا ہوجاتی اور آپس میں اختلاف یعنی دشمنی اور فساد پیدا ہوجاتا ہے وہ بھی ایک آدمی ہیں دوسرے آدمیوں کی طرح، انہیں بھی غصہ آجاتا ہے چنانچہ ان کے ارشاد (احادیث) کونقل نہ کیا جائے۔ مشائخِ دیوبند ان عیوب سے پاک وصاف ہیں وہ مکربین میں سے کسی کی شکایت سنتے ہی نہیں اگر سن بھی لیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا چنانچہ یہی مشائخ دیوبند (معاذاللہ) معصوم ہیں ان کے سوا سب خاطی اور عاصی ہیں (معاذاللہ)۔

روایات متصلہ اس امر پر شاہد و عدل ہیں کہ مولوی زکریا صاحب اپنے اکابر دیوبند کا موازنہ علماء ومشائخ تو کجا اولیاء انبیاء بلکہ نبی الانبیا ﷺ سے کرتے ہوئے یہ ثابت کررہے ہیں کہ مخلوق میں کوئی بھی عیب وخطا سے محفوظ نہیں اگر عیب ونقائص سے محفوظ ہیں تو اکابر علمائے دیوبند بلکہ علماء دیوبند تو اللہ عزوجل پر بھی امکان کذب کا افتراء کرتے ہیں اس سے یہ

ثابت ہوا کہ یہ اپنے اکابر کو خدا سے بھی زیادہ معظم اور معصوم جانتے ہیں۔ (معاذاللہ)

عزیزانِ ملت! نبی کریم ﷺ کے بارے میں دیوبندی افکار مطالعہ فرمائے، اب ابوداوٗد شریف کی حدیث کو مطالعہ فرمائیں، ابوداوٗد شریف میں ہے:

"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:" میں جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنتا اس کو لکھ لیتا اپنے یاد کرنے کے لئے پھر قریش کے لوگوں نے مجھے منع کیا لکھنے سے اور کہا تم ہر بات لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، باتیں کرتے ہیں غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں، یہ سن کر میں نے لکھنا چھوڑ دیا، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا لکھا کر، قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔" (ابوداوٗد شریف، صفحہ ۱۱۶۔۱۱۷ باب ۹۴، ترجمہ وہابی مولوی وحیدالزماں)

عزیزانِ ملت! دیوبندی دھرم میں نبی اکرم سیدِ عالم ﷺ کے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ وہ ناراضی اور خوشی کے درمیان ایسی باتیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں عداوت اور دشمنی اور فساد پیدا ہوتا ہے جبکہ حضورِ اکرم کا ارشاد ہمارا ایمان ہے، مزید براں قسم کے ساتھ فرمانا کہ لکھا کر، نہیں نکلتی اس منہ سے کوئی بات مگر سچی، خواہ غصہ ہو یا خوشی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا ایمان اور دیوبندی کے لئے آفت جان! **سبحان اللہ وبحمدہٖ**

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی گواہی، فرماتا ہے: **وانک لعلی خلق عظیمo**

"اور بے شک (اے محبوب ﷺ) تمہاری خوبو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔"

جن کے خلق کو اللہ عزوجل عظیم فرمائے، یہ ان کو فسادی بتائیں، کم ظرف ٹھہرائیں، اور اپنے دیوتاؤں کی عصمت کو ثابت کر کے ان کو معصوم ٹھہرائیں، اور لیجئے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وما ینطق عن الھویٰ o ان ھو الا وحی یوحیo (النجم: ۳۔۴)

"اور وہ (محمد ﷺ) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی انہیں کی جاتی

ہے“۔

اللہ واحد قہار فرماتا ہے کہ میرا محبوب کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتا وہ تو وہی فرماتا ہے جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔

بعد نزول قرآن بھی دیوبندی گستاخ امیر المومنین کے عہد میں یہ بہتان لعین اور توہین مبین ان کے جانب منسوب کرتا ہے کہ وہ ناراضگی اور مسرت کی حالت میں ایسی باتیں کرتے جس سے لوگوں کے دلوں میں ناراضگی یعنی نفرت وعداوت پیدا ہو اور آپس میں اختلاف یعنی فتنہ وفساد پیدا ہو۔ یہ قرآن کریم کے خلاف بغاوت اور مسلمانوں میں رنج وعداوت پیدا کرنا ہے، یہی دیوبندی دھرم کی اساس ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لہٰذا وہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

یاایھاالذین امنوااطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلو اعمالکم (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو،

اس سے معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اس کے عمل باطل اور برباد ہیں چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا اور اس نے اللہ کا حکم مانا، اور اپنے پیارے محبوب سے فرماتا ہے:

قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکفرین (آل عمران: ۳۲)

”(پیارے) تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر“۔

معلوم ہوا کہ جو ان کے حکم کو حق نہ جانے اور منہ پھیرے وہ کافر ہے ہم نے صرف بطور نمونہ چند آیات نقل کیں ورنہ اس طرح متعدد آیات قرآن حکیم میں مذکور وموجود ہیں۔

غور طلب یہ امر ہے کہ جو حضور علیہ السلام کے ارشاد طیبات کو حق نہ مانے وہ کافر ہے تو جو ان کے ارشادات کو باعث نزاع وفساد بتائے اس کی شقاوت قلبی کا کیا حال ہوگا۔ ان کا رب عزوجل تو ان کی شان میں فرماتا ہے:

ھوالذی بعث فی الامین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ. (الجمعہ: ۲)

"وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اسی میں سے ایک رسول (محمد علیہ السلام) بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں"۔

ملاحظہ ہو! جس ذات پاک کو اللہ عزوجل پاک فرمانے والا فرمائے اس محبوب کو یہ شقی القلب فسادی اور نفرت وعداوت پیدا کرنیوالا بتائیں اور امیر المومنین سے شکایت لکھنے کی دھمکی دیں کیا نہ دیکھا اس منافق کو جس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ حضور علیہ السلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور یہودی کو مجبور کیا اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور لیکر آیا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ اس کا فیصلہ حضور علیہ السلام نے فرمادیا ہے مگر یہ فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ فرمایا کہ ہاں میں ابھی آکر فیصلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر مکان میں تشریف لے گئے اور **تلوار** لاکر اس منافق کو قتل کردیا اور فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلہ سے راضی نہ ہو اس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

کاش تبلیغی جماعت کا امیر زکریا اپنا یہ مضمون فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کرتا تو یقیناً امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو واجب القتل ٹھہراتے اور قتل فرماتے۔ نیز معلوم ہوا کہ جو حضور اکرم سید عالم علیہ السلام کے فرمان مبارک کو حق نہ جانے اور آپ کے فیصلہ کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں منافق ہے کمامر

علاوہ ازیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فلاوربک لایومنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوفی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیماo (النساء: ٦٥)

یعنی ''اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل و جان سے مان لیں۔''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو بخوشی دل سے نہ مانے وہ مسلمان نہیں پھر جو ان کے فرامین کو خواہ غصہ میں ہوں یا خوشی جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور حق نہ مانے سبب عداوت وفساد ٹھہرائے وہ مسلمان کیونکر ہوسکتا ہے بلکہ ایسا شخص اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) کا دشمن ہے کہ حضور ﷺ نے تو اپنے فرامین کو نشر کرنے (پھیلانے) کی ترغیب فرمائی۔

حدیث: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھ سے سنتے ہو علم کو اور لوگ تم سے سنیں گے پھر جن لوگوں نے تم سے سنا ان سے اور لوگ سنیں گے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم، ترجمہ وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰)

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات کو سن کر یاد رکھا اور اس کو پہنچادیا یعنی دوسرے لوگوں کو بھی سنادیا کیونکہ بہت لوگ ایسے ہیں جو سمجھ کی بات اپنے سے زیادہ سمجھدار کو سنادیں گے۔ اور بہت سے فقہ کے اُٹھانے والے ایسے ہیں جو فقیہ نہیں ہیں۔ یعنی خود سمجھدار نہیں ہیں ان کو نقل کرنا چاہیے۔

(ابوداؤد شریف، جلد سوم ترجمہ مولوی وحید الزماں، صفحہ ۱۲۰ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور)

ابوداؤد شریف کا ترجمہ ہم نے کسی بریلوی عالم دین کا نقل نہیں کیا بلکہ وحید الزماں جو مسلکاً وہابی ہیں۔ ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ خواہ

غصہ میں ہوں یا خوشی میں ان کی زبان مبارک سے حق بات ہی نکلتی ہے۔

تنقیص شان انبیاء کے فن میں اکابر دیوبند کا کمال

اس موضوع پر علامۂ زماں فہامہ دوراں مولینا الحاج ارشدالقادری دامت برکاتہم کا ایمان افروز تبصرہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ ''تنقیص انبیاء کے فن میں ان حضرات (دیوبند) کو ایک خاص مہارت حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ حضرات انبیاء کی تنقیص کرنا چاہتے ہیں تو براہ راست ان کی عظمت پر حملہ کرنیکی بجائے پہلے یہ لوگ خدا کے ساتھ انبیاء کے تقابل کا ایک فرضی ماحول بناتے ہیں اور اس کے بعد انبیاء کو خدا کے مقابلہ پر رکھ کر جو چاہتے ہیں بے خطر کہہ جاتے ہیں جب کہ مولانا الیاس نے بھی انبیاء کی تنقیص کے لئے اپنے مکتوب میں یہی پیرایہ اختیار کیا ہے اور پھر ذرا علم کی چابکدستی دیکھئے کہ انبیاء کی تنقیص شان پر جب ان سے کوئی باز پرس کرتا ہے تو جھٹ تاویل کرتے ہیں کہ ہم نے تو خدا کی قدرت وعظمت اور اس کی جلالت شان کا پہلو واضح کیا ہے ہم نے انبیاء کی کہاں تنقیص کی ہے۔ دراصل قلم کی یہی چابکدستی ان کی مہارت فن کا سب سے بڑا راز ہے۔
مثال کے طور پر اس فن کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویت الایمان میں خدا کی شان کا اظہار کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔'' اس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرئیل اور محمد ﷺ کی مثل پیدا کرڈالے''۔ خدا کی عظمت وشان سے کسے انکار ہوسکتا ہے لیکن دراصل گریبان تھامنے کی جگہ یہ ہے کہ انبیاء کو خدا کی عظمت کے نشانے پر رکھے بغیر کیا خدا کی عظمت کے اظہار کا کوئی دوسرا پیرایہ نہیں ہوسکتا۔

پھر تقویت الایمان کے مصنف کے لب ولہجہ میں اگر کوئی اس طرح خدا کی شان کا اظہار کرے کہ اس شاہنشاہ کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو

سارے تبلیغی مولویوں کو روسیاہ بندر بنادے تو آپ ہی انصاف سے کہیے کہ بات سو فیصدی صحیح ہونے کے باوجود کیا اس پیرایہ بیان سے تبلیغی جماعت کے لوگوں کی دل آزاری نہیں ہوگی؟ "

(ملخصاً تبلیغی جماعت ص ۵۳۔۵۴)

بعینہٖ اسی طرح جب تمہارے اکابر تبلیغیہ دیوبندیہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کرتے ہیں تو یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو دکھ ہوتا ہے۔ تمہارا مرکز ایمان نہ حدیث کی مان نہ قرآن کی، مان تو تقویت الایمان جیسی گندی اور گھنونی کتاب کی عبارت خبیثہ، ہر مومن جس کو محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت اور نسبت غلامی ہے یقیناً نفرت کرے گا اور کہے گا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان پر تمام جہان قربان ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

خاتمہ

نبی کا پہلا گستاخ

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی واہانت کی ابتدا ابلیس لعین نے کی۔ پھر اس کی ذریت گوناگوں طریق پر معظمان دین کی جناب میں گستاخی واہانت کی راہ نکالتی رہی جو آج تک جاری وساری ہے۔

تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل اللہ عزوجل نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا: کما قال فی القرآن العظیم:

واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

" اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں"۔

فرشتوں نے عرض کیا۔

قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک.

" بولے کیا ایسے کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور جو خون ریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہیں اور تیری تسبیح کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے پھر آدم علیہ السلام کو "علم الاسماء" تعلیم فرمایا اور ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کیا۔

فقال انبئونی باسماء ھولاء ان کنتم صدقین ؕ

"فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔"

فرشتوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا۔

قالوا سبحنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العیلم الحکیم ؕ

"بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جو تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اشیاء کے نام بتادیئے پھر اللہ نے حکم دیا۔

واذقلنا للملئکۃ اسجدوا لادم ؕ

"(یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا آدم کو سجدہ کرو۔"

پھر کیا ہوا؟

فسجد والا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکفرین

"تو سب کے سب (فرشتے) سجدے میں گر پڑے سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا۔"

ابلیس کاروائی میں شامل ہوگیا

اس واقعہ کے اعادہ کی غرض یہ ہے کہ اس پوری کا روائی میں ابلیس فرشتوں میں شامل تھا؟ یا نہیں۔ فسجدوا الاابلیس دلالت کرتا ہے کہ اس ساری کاروائی میں ابلیس بھی شامل تھا پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم وفضل کو سب نے دیکھ لیا باوجود یہ کہ ابلیس فرشتوں میں داخل تھا مگر علم الاسماء سے محروم تھا اشیاء کے نام بھی نہ بتا سکا اور نبی کی عظمت وکرامت کا منکر ہوا اور اپنے رب کا نافرمان مجرم بنا۔

جب اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

قال مامنعک الاتسجد اذامرتک

"فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا"۔

تو جواباً کہتا ہے۔

قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین ۝

"بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا"۔

علَمِ بغاوت

ابلیس لعین کی یہ گستاخی انبیاء علیہم السلام تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس نے اللہ عزوجل کی جناب میں بے باکی اور اہانت کا رویہ اختیار کیا جب اللہ عزوجل نے اس کو نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

قال فاهبط فمایکون لک ان تتکبر فیها فاخرج انک من الصغرین ۝

''فرمایا تو یہاں سے اتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے۔ نکل تو ہے ذلت والوں میں۔''

تو کہتا ہے۔

قال فبما اغویتنی لا تعدن لهم صراطک المستقیم ۝

''بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں ضرور تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا۔''

یہ اللہ عزوجل کی جناب میں کمال جرأت و بے باکی و دریدہ ذہنی اور گستاخی ہے۔

شانِ عبدیت

برخلاف اس کے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عبدیت ملاحظہ ہو کہ باوجود اس کے کہ اللہ عزوجل ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

ولقد عهدنا الیٰ ادم من قبل فنسی ولم نجدله عزماً ۝

''اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا۔ تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا۔''

مگر پھر بھی اپنے مالک و مولیٰ کی جناب میں اس طرح عرض کرتے ہیں:

قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین ۝

''دونوں (آدم وحوا علیهم السلام) نے عرض کی، اے رب ہمارے ہم نے اپنا برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے''۔

آئینہ

اسی آئینہ میں تبلیغی جماعت کے امیر وبانی کا کردار ملاحظہ ہو تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا صاحب سہارن پوری رقمطراز ہیں:

"کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں دوسرے آدمیوں کی طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے"۔ مکمل حکایت مع حوالہ گزری

حضور ﷺ کے متعلق ان کا ایمان یہ ہے کہ اگر غصہ میں کچھ فرمادیں یا خوشی میں ارشاد فرمادیں وہ لائق توجہ بھی نہیں کیونکہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہیں اور ان کو بھی دوسروں کی طرح غصہ آجاتا ہے تو...... (معاذاللہ) اور مسرت خوشی میں بھی جس کے بارے میں جو چاہیں فرمادیتے ہیں ان کا حق و صداقت سے کوئی علاقہ نہیں اور اپنے مذہبی علماء کے متعلق ان کا ایمان کہتا ہے کہ وہ اس قسم کی بات کرنا تو کجا سنتے ہی نہیں۔ اگر سنتے بھی ہیں تو اس سے بالکل اثر ہی نہیں لیتے اور ایسی باتوں کو دشمنی اور نفسانیت پر محمول کرتے ہیں حوالہ گزر چکا تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کے متعلق ان کے خلیفہ عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہو مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۷)

انداز کلام ملاحظہ فرمائیں کہ رشید احمد کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہی حق ہے اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حق صرف رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے پھر اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ گویا نہ قرآن کریم

کی ضرورت نہ حدیث شریف کی حاجت، اور ہو بھی تو کیوں کر ہو۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں دیوبندی تبلیغی ایمان

اللہ تعالیٰ کے بارے میں تبلیغی جماعت کے قطب الاقطاب کا فرمان یہ ہے کہ کذب (جھوٹ) الٰہی ممکن ہے اور جس کا جھوٹ ممکن ہو وہ سچا ہو نہیں سکتا چنانچہ عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے حضرت امام ربانی (گنگوہی صاحب) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے ''لوگو! تم کیا کہتے ہو میں مولوی رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۲)

اس حکایت سے تین باتیں ثابت ہوئیں۔ اول، کذب کا ممکن ہونا دوم، سائیں توکل شاہ صاحب کا فرش پر بیٹھ کر عرش کے اوپر کی اشیاء کا دیکھنا سوم، رشید احمد گنگوہی کے قلم کا تقدیر الٰہی کے نوشتے مرتب کرنا اس کی تائید دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''میرے ہمراہ سفر حج میں ایک حکیم صاحب ساکن انبالہ تھے جو اعلیٰ حضرت (امداد اللہ صاحب) کے مرید تھے اس تعلق سے ان کو حضرت امام ربانی کے ساتھ تعارف بلکہ غایت عقیدت تھی وہ فرمانے لگے میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ مولانا (رشید احمد) کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہے۔''

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۲۱۹)

کس قدر افسوس ناک یہ امر ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور علیہ السلام کے بارے

میں ان کا یہ ایمان ہے کہ ان کی ہر حدیث قابل نقل بھی نہیں کہ کسی کو غصہ کی حالت میں کچھ کہدیا اور کسی کی مسرت پر کچھ فرمادیا۔ اور رشید احمد گنگوہی دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے قطب الارشاد جو بھی فرمائیں وہ حق ہے بلکہ حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلے لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم.

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں مقدمہ

حدیث پاک میں ہے:

عن عبداللہ بن عمر وقال کنت اکتب کل شیء اسمعہ من رسول اللہ ﷺ ارید حفظہ فنھتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شی تسمعہ من رسول اللہ ﷺ ورسول اللہ بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذالک لرسول اللہ ﷺ علیہ فقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ماخرج منی الا الحق رواہ لامام احمد فی تفسیر ابن کثیر والنجم.

یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے جو لفظ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا اس ارادے سے کہ اسے یاد کروں گا لیکن قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے ہو وہ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ تو بشر ہیں کبھی غصہ میں بھی کچھ فرمادیتے ہیں۔ ان کی اس بات سے متاثر ہوکر میں لکھنا ترک کردیا پھر میں نے اس بات کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو مجھ سے سنو ضرور لکھا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (تفسیر ابن کثیر)

علاوہ ازیں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ومایںطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ ○

''اور وہ (محبوب) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔''

آہ !شقاوت کی انتہا ہوگئی کہ اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے خلاف ایسا علم بغاوت بلند اور قرآن وحدیث کو رد کرنا اور اس کو ہی اسلام سمجھنا کیسی ستم ظریفی ہے کیا نہ دیکھا کہ اللہ کا محبوب تو فرمائے ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں''۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا پیارا محبوب اپنی خواہش سے بولتا ہی نہیں ان کی ہر بات وحی الٰہی ہوتی ہے۔'' یہ تبلیغی جماعت کے امیر کہیں کہ وہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح آدمی ہیں حضور اکرم سید عالم ﷺ فرمائیں۔

ابیتُ عند ربی یطعمنی ویسقنی ایکم مثلی

''میں شب اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے تم میں کوئی میری مثل نہیں''۔

اور فرماتے ہیں:

لی مع اللہ وقت لاینبغی ملک مقرب ولا نبی مرسل

''میرے اور اللہ عزوجل کے ساتھ وہ وقت ہے جہاں رسائی نہیں ملک (فرشتہ) مقرب کی نہ نبی مرسل کی''۔

جن کے متعلق اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی ○

'' پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔''

کھلا چیلنج

ہے کوئی تبلیغی، دیوبندی ، وہابی مقلد اور غیر مقلد جو ان جیسی ایک ہستی کو بھی ساری کائنات میں ڈھونڈ کر لائے

ہے مخصوص ان کیلئے مصطفائی
کوئی اور تو مصطفیٰ بن کے آئے

فقیر باختصار تام اپنے کلام کو ان کلمات طیبہ پر تمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت سے سرفراز فرمائے اور ہر گمراہی اور بے دینی سے بچائے مولائے قدوس ہماری اس ناچیز تالیف کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور دین متین مذہب مہذب اہلسنّت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین آمین آمین یارب العالمین بحرمة حبیبک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) سیدالمرسلین وصلی الٰہ واصحابه وحزبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

سگ بارگاہ رضا ابولرضا **محمد عبدالوهاب خاں**
القادری الرضوی غفرلہٗ
۱۷شوال مکرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء